بانی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہ

چیف ایڈیٹر
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور

ہفت روزہ
# خدام الدین
لاہور
پاکستان

رئیس التحریر
شیخ الحدیث مفکر اسلام
مولانا مفتی محمود

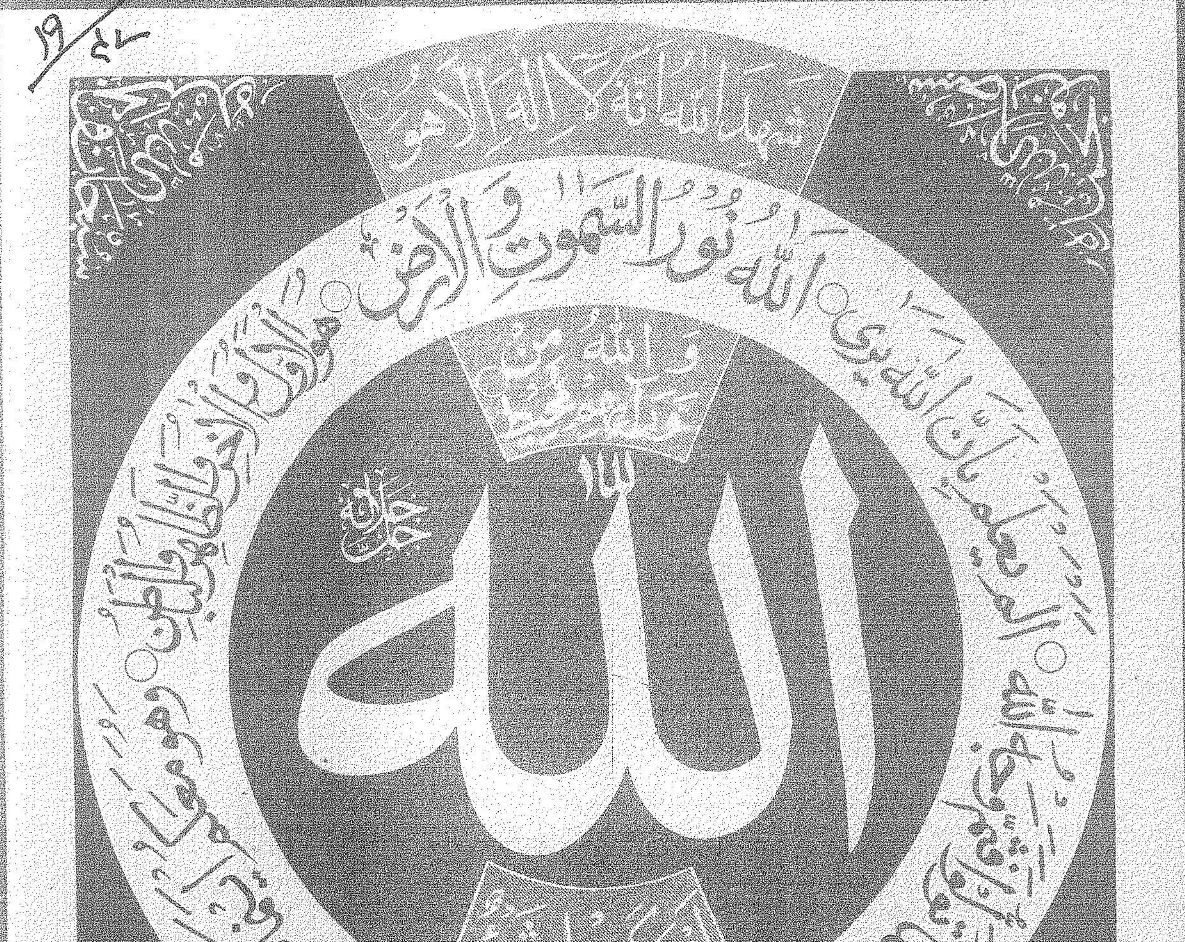
شهد الله انه لا اله الا هو
الله نور السموت والارض
الم يعلم بان الله يرى
هو الاول والاخر والظاهر والباطن
وهو معكم اينما كنتم
نحن اقرب اليه من حبل الوريد
والله من ورائهم محيط
الله
جل جلاله
ليس كمثله شيء
وفي انفسكم افلا تبصرون
سبحان الله وبحمده
سبحان الله العظيم

27/19

۵۰ پیسے

۲۵ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ
۱۹ اپریل ۱۹۷۴ء

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

جلد ۱۹
شمارہ ۲۷

# احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ وحج البیت وصوم رمضان - رواہ احمد والشیخان والترمذی -

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے - ایک اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز کو قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرتے رہنا - اور بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان مبارک کے روزے رکھنا - (احمد، بخاری، مسلم اور ترمذی نے روایت کیا)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ایہا الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا فقال رجل اکل عام یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - فسکت حتی قالہا ثلاثا - فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم" ثم قال - ذرونی ما ترکتکم فانما ہلک من کان قبلکم بکثرۃ سؤالہم واختلافہم علی انبیاءہم فاذا امرتکم بشیء فاتوا منہ ما استطعتم واذا نہیتکم عن شیء فدعوہ - رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے - بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا - اور اس میں فرمایا اے لوگو! حق تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہٰذا حج کرو - ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کیا ہر سال حج کریں؟ آپ خاموش رہے - یہاں تک کہ اس نے اس بات کو تین بار دہرایا - پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج فرض ہو جاتا - پھر تم اس چیز کی طاقت نہ رکھتے پھر فرمایا - جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں تم بھی مجھ سے تعرض نہ کرو - اس لیے وہ حضرات جو تم سے پہلے تھے زیادہ بازپرس کرتے تھے - اور اپنے انبیاء کی بابت اختلاف کرنے ہی کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں - سو جب تم کو کسی چیز کا حکم کروں تو حسب استطاعت اس کی اطاعت کرو اور جب کسی چیز سے منع کروں تو اس سے باز رہو - (مسلم)

وعنہ سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای العمل افضل؟ قال ایمان باللہ ورسولہ" قیل ثم ماذا؟ قال الجہاد فی سبیل اللہ قیل ثم ماذا؟ قال حج مبرور - (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا - کون سا عمل سب سے افضل ہے - فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا - عرض کیا پھر کون سا؟ فرمایا - اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا - عرض کیا کہ اس کے بعد پھر کون سا عمل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حج مبرور ہے - (بخاری و مسلم)

"المبرور" ہو الذی لا یرتکب صاحبہ فیہ معصیۃ -

"حج مبرور وہ ہے کہ جس میں اس کے کرنے والے سے معصیت صادر نہ ہو"

وعنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: من حج فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ" متفق علیہ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص حج کرے پھر اس میں نہ تو بے ہودہ باتیں کرے نہ گناہ کرے تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو کر واپس ہو گا جیسے آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا - (بخاری و مسلم)

وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: "العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینہما والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے - بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا اور اس کا بدلہ جنت کے علاوہ اور کچھ نہیں - (بخاری و مسلم)

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت: قلت یا رسول اللہ نری الجہاد افضل العمل افلا نجاہد؟ فقال لکن افضل الجہاد حج مبرور (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے - وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا - یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ہم جہاد کو تمام اعمال سے افضل پاتے ہیں تو کیا ہم جہاد کریں - حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا - تمہارے لیے بہترین جہاد حج مبرور ہے - (بخاری)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول کل امتی معافاۃ الا المجاہرین وان من الاجہار ان یعمل العبد باللیل عملا ثم یصبح قد سترہ ربہ فیقول یا فلان قد عملت البارحۃ کذا وکذا وقد بات یسترہ ربہ فیبیت یسترہ ربہ ویصبح یکشف ستر اللہ عنہ قال زہیر وان من الہجار - (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں - میری امت کے تمام گناہ بخشے جائیں گے - مگر ان لوگوں کے جو اپنے گناہوں کو فاش کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ آدمی رات کو ایک گناہ کا کام کرے - پھر صبح ہو اور پروردگار نے اس کا گناہ پوشیدہ رکھا ہو وہ دوسرے سے کہے - اے فلانے! میں نے گزشتہ رات کو ایسا ایسا کام کیا - رات کو تو پروردگار نے اس کو چھپایا اور رات بھر چھپاتا رہا - صبح کو اس نے پردہ کھول دیا -

* * *

فون ۶۷۵۳۵

خدام الدین

۲۵ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ
۱۹ اپریل ۱۹۷۴ء

جلد ۱۹ شمارہ ۴۷

### مندرجات

- احادیث الرسول ﷺ
- اداریہ
- صحابہ کرام رض کا عشق نماز
- فاروق اعظم رض کا خط دریائے نیل کے نام
- خطبہ جمعہ
- تجارت پیشہ حضرات کیلئے لمحۂ فکریہ
- صحابہ کرام رض کی قوت ایمانی
- عظمت قرآن
- قرآن کی خدمت (نظم)
- امام ولی اللہ دہلوی رح
- خدا کا تصور ـــ فلسفہ اور اسلام کی روشنی میں
- اور دوسرے مضامین

بدل اشتراک
سالانہ ـــ ۲۳/- روپے
ششماہی ـــ ۱۲/- روپے
سہ ماہی ـــ ۶/- روپے
فی شمارہ ـــ ۵۰ پیسے

چیف ایڈیٹر
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور

**عبد الرشید انصاری**

# تیل کا بحران

## اور ترقی پذیر ممالک

شرق اوسط میں چوتھی عرب اسرائیل جنگ کے موقعہ پر عربوں نے اسرائیل نواز مملکتوں کے خلاف تیل کا ہتھیار استعمال کیا تھا، جس سے خاطر خواہ نتائج مرتب ہوتے اور دنیا نے معلوم کر لیا کہ ظلم و نا انصافی کا ردّ عمل عصر حاضر میں بھی بڑے سے بڑے ظالم کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر سکتا ہے ـــــ پاکستان میں منعقدہ بین الاسلامی سربراہی کانفرنس کے معاً بعد عربوں نے تیل کی یہ دو دھاری تلوار میان میں ڈال لی، اس پر اختلاف بھی ہوا اور مصر و لیبیا کے تعلقات میں کشیدگی کی دلخراش خبریں ایک بار پھر سننا پڑیں ـــــ تیل کا ہتھیار دو طریقوں سے استعمال کیا گیا تھا ـــــ

(۱) اسرائیل نوازوں کے لئے تیل کی سپلائی پر مکمل پابندی (۲) تیل کی قیمتوں میں اضافہ ـــ

چنانچہ دوسری صورت کا ہدف وہ ممالک بھی بنے جو غریب پسماندہ اور عربوں کے حامی تھے، جن میں خود پاکستان بھی شامل ہے۔ اس سے ان ترقی پذیر ممالک کی معیشت کو بہت بوجھ برداشت کرنا پڑا ہے۔ ان حالات میں یوگنڈا کے صدر جنرل عیدی امین کی یہ شکایت بجا ہے جو انہوں نے تیل پیدا کرنے والے ممالک کے نام ایک تار میں کی ہے کہ تیل کی قیمتوں میں اضافہ سے ان ممالک کو نقصان پہنچ رہا ہے جنہوں نے جنگ کے دوران عربوں کی حمایت کی تھی، جبکہ تیل کے ہتھیار کو اسرائیل اور اس کے دوستوں اور اتحادیوں کے خلاف استعمال کرنا مقصود تھا، صدر امین نے مزید کہا ہے کہ افریقی اتحاد کی تنظیم میں شامل ممالک نے عرب کاز کی حمایت کی، اور یوگنڈا کی طرح اسرائیل سے سفارتی تعلقات منقطع کرنے کے علاوہ معاہدے ختم کر کے اقتصادی طور پر کئی قربانیاں دی ہیں ـــــ یوگنڈا کے انقلابی سربراہ نے ساتھ ہی ساتھ یہ وضاحت بھی کی ہے کہ یہ ممالک اپنے عرب بھائیوں سے یہ مطالبہ نہیں کرتے کہ ان کا جو نقصان ہوا ہے اسے وہ پورا کریں، تاہم وہ اتنی توقع ضرور رکھتے ہیں کہ تیل کی قیمتوں کے سلسلے میں انہیں رعائتیں دی جانی چاہییں۔ اس موضوع پر کچھ باتیں لاہور میں منعقدہ بین الاسلامی سربراہی کانفرنس میں بھی ہوئی تھیں۔ اس موقعہ پر ایرانی مندوب نے بتایا تھا کہ تیل کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے جن ترقی پذیر ممالک کو مشکلات درپیش ہیں، ان کی امداد کے لئے ایران نے ایک ارب ڈالر عالمی فنڈ میں دینے کا فیصلہ کیا، جناب یاسر عرفات اور صدر عیدی امین نے ایران سے کہا تھا کہ وہ اپنے اس فیصلے پر نظر ثانی کرے، کیونکہ جو ممالک اس امداد کے مستحق ہیں انہیں کچھ نہیں مل سکیگا الٹا اس فنڈ سے یہودی فائدہ اٹھائیں گے، اس لئے کہ عالمی ادارے پر انہی کا تسلط ہے اب حال ہی میں تیل پیدا کرنے والے ممالک نے اپنے ایک اجلاس منعقدہ جنیوا میں ترقی پذیر ملکوں کی امداد کے لئے خصوصی ترقیاتی فنڈ قائم کر دیا ہے، توقع رکھنی چاہیے کہ یہ فنڈ صحیح مصرف میں استعمال ہوگا۔ در اصل بات وہی ٹھیک ہے جو صدر عیدی امین نے کہی ہے، کہ عربوں کی حمایت کرنے والے غریب اور ترقی پذیر ممالک کو تیل کی قیمت میں رعائتیں دی جائیں ـــــ بہر کیف ترقی یافتہ اسرائیل نواز ملکوں کا یہ پروپیگنڈہ باطل ہو گیا ہے کہ تیل پیدا کرنے والے ممالک صرف دولت جمع کرنی جانتے ہیں اور انہوں نے ترقی یافتہ ملکوں سے زیادہ ترقی پذیر ملکوں کو مصائب و آلام سے دوچار کیا ہے۔ بلاشبہ اس شر انگیزی سے عربوں کے خلاف نفرت پھیلانے اور اس کے پیچھے اپنا چہرہ چھپانے کے علاوہ اور کچھ مقصود نہ تھا جو پورا نہیں ہوا اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ کبھی ہو سکے گا ـــــ لیکن اسلامی دنیا اور تیسری دنیا کو باہم ایک دوسرے کی فنی سائنسی اور اقتصادی مشکلات و ضروریات میں مددگار بننے کی راہیں ہموار کرنا پڑیں گی۔ تاکہ آئندہ کے لئے انہیں استعماری اور استحصالی قوتوں سے مکمل نجات مل سکے۔

# صحابہ کرام رض کا عشق نماز

### نماز کے لئے

حضرت ابوبکر صدیق رض اور ان کے نواسے حضرت عبداللہ رض بن زبیر کے متعلق منقول ہے کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو ایسے بے حس وحرکت ہو جاتے تھے کہ گویا لکڑی ہے جو زمین پر گاڑ دی گئی ہو۔

### دنیا و مافیہا سے بے خبر

حضرت عمر رض کو جب خنجر سے زخمی کیا گیا تو ایک وقت آپ پر کچھ غشی کی کیفیت طاری تھی۔ اس حالت میں کسی نے آپ کو نماز پڑھنا یاد دلایا تو فرمایا: نَعَم لاحظ فی الاسلام لِمَن لاَّصلوٰۃ لہٗ (ہاں! نماز ضرور پڑھنی ہے جس نے نماز نہیں پڑھی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں) پھر آپ نے اسی حالت میں نماز ادا کی جبکہ آپ کے جسم سے گویا خون کا فوارہ جاری تھا۔ اور اسی موقع پر حضرت فاروق اعظم رض سے یہ دردانگیز اور حسرت آمیز الفاظ بھی نقل کئے گئے ہیں "لاحظ فی الحیاۃ وقد عجزت عن الصلوٰۃ (جب میں نماز پڑھنے سے بھی عاجز ہو گیا ہوں تو زندہ رہنے میں کوئی لطف نہیں)۔

### جسم وجان سے بے نیاز

ایک غزوہ کا واقعہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطرے کے موقع پر رات کو پہرہ دینے کے لئے دو صحابیوں کو متعین فرمایا۔ ان میں سے ایک مہاجر تھے اور دوسرے انصاری۔ انہوں نے طے کیا کہ ہر ایک آدھی رات پہرہ دے اور دوسرا اس وقت میں سوئے۔ اس تقسیم کے مطابق انصاری صحابی رض نے رات کے پہلے حصے میں پہرہ دینا شروع کیا اور مہاجر ساتھی سو گئے۔ پھر ان انصاری صحابی رض نے بجائے خالی جاگنے کے یہ مناسب سمجھا کہ نماز میں مصروف رہ کر یہ وقت گزارا جائے۔ چنانچہ انہوں نے نماز شروع کر دی۔ دشمن کی جانب سے کوئی شخص آیا اور اس نے آدمی کھڑا دیکھ کر تیر مارا۔ جب یہاں کوئی حرکت نہ ہوئی اور نہ آواز نکلی تو یہ سمجھ کر کہ نشانہ خطا ہو گیا، اس نے دوسرا اور پھر اسی طرح تیسرا تیر مارا اور یہاں ہر تیر ان کے جسم میں پیوست ہوتا رہا اور یہ جسم سے اس کو نکال نکال کر پھینکتے رہے اور نماز میں مشغول رہے۔ پھر اطمینان سے سجدہ کیا اور نماز پوری کر کے مہاجر ساتھی کو جگایا۔ انہوں نے اٹھ کر دیکھا کہ ایک چھوڑ تین جگہ سے خون جاری ہے۔ انہوں نے ماجرا پوچھا اور کہا کہ آپ نے مجھے شروع ہی میں کیوں نہ جگا دیا۔ ان انصاری بزرگ نے جواب دیا: "میں نے ایک سورت (کہف) شروع کر رکھی تھی۔ میرا دل نہ چاہا کہ اس کو ختم کرنے سے پہلے رکوع کروں لیکن پھر مجھے یہ خطرہ لاحق ہوا کہ اگر تیر اسی طرح مسلسل گرتے رہے اور میں مر گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ نے پہرہ داری کی جو خدمت میرے سپرد کی ہے وہ فوت ہو جائے گی۔ اس خیال سے میں نے رکوع کر دیا۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا تو میں سورہ ختم کرنے سے پہلے رکوع نہ کرتا، اگرچہ مر ہی کیوں نہ جاتا۔

### دنیوی دولت سے لاتعلق

ایک دن حضرت ابوطلحہ انصاری رض اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک چڑیا اڑتی ہوئی آئی چونکہ باغ بہت گھنا تھا اور کھجوروں کی شاخیں باہم ملی ہوئی تھیں یہ ان میں پھنس گئی اور نکلنے کی راہیں ڈھونڈنے لگی۔ ان کو باغ کی شادابی اور اس کی اچھل کود کا یہ منظر بہت بھلا آیا۔ ان کی نگاہ اس پر پڑی اور اس کے ساتھ ساتھ تیرتی رہی۔ خیال کے بٹ جانے سے یہ یاد نہ رہا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ دل میں کہا کہ اس باغ نے یہ فتنہ پیدا کیا۔ فوراً حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کرنے کے بعد کہا میری نماز میں یہ خلل اس باغ ہی کی وجہ سے پڑا ہے لہٰذا اب میں اس کو اپنی ملک سے نکالتا ہوں اور راہ خدا میں دیتا ہوں۔ جہاں آپ مناسب سمجھیں اس کو لگا دیں۔ کتب سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوطلحہ رض کا یہ باغ کئی لاکھ درہم کی مالیت کا تھا۔

اسی طرح ایک واقعہ ایک اور انصاری صحابی رض کا بھی ہے جو حضرت عثمان غنی رض کے دورِ خلافت میں پیش آیا تھا۔ وہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے فصل کا زمانہ تھا۔ دیکھا کہ کھجوریں پھل سے لدی ہوئی ہیں۔ اس قدر فریفتہ ہوئے کہ نماز کی رکعتیں یاد نہ رہیں۔ نماز سے فارغ ہو کر حضرت عثمان رض کی خدمت میں آئے اور کہا کہ میں اس باغ کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہو گیا لہٰذا اس کو اموالِ صدقہ میں داخل کر لیجئے چنانچہ انہوں نے ۵۰ ہزار پر فروخت کیا اور اسی مناسبت سے اس باغ کا نام خمسین پڑ گیا۔ (موطا امام مالک رح)

### سولی پر نماز کی ادائگی

حضرت خبیب رض کا مشہور واقعہ ہے کہ جب انہیں کافروں نے گرفتار کر لیا اور ایک مدت تک قید رکھنے کے بعد انہیں قتل کے لئے مقتل میں لایا گیا۔ سولی پر چڑھانے کے وقت ان سے پوچھا گیا کہ تمہاری کوئی خاص تمنا ہو تو کہو۔ انہوں نے کہا ہاں ایک تمنا ہے اگر تم پوری کر سکو اور وہ صرف یہ ہے کہ دنیا سے جانے کا وقت ہے اور اللہ تعالیٰ کے دربار کی حاضری قریب ہے۔ اگر تم مہلت دو تو دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ چنانچہ مہلت دی گئی اور انہوں نے بڑے اطمینان اور کامل خشوع کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی اور فرمایا "اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ سمجھو گے کہ موت کے ڈر سے دیر کرنا چاہتا ہے تو دو رکعت اور پڑھتا۔" اس کے بعد سولی پر لٹکا دیئے گئے۔

اسی خشوع وخضوع کا یہ نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام رض نہایت سکون واطمینان کے ساتھ نماز ادا فرماتے تھے۔ حضرت عبداللہ رح بن شداد کا بیان ہے کہ "میں باوجودیکہ پچھلی صف میں رہتا تھا لیکن حضرت رض کے رونے کی آواز سنتا تھا۔" (بخاری)

یہ چند واقعات ہیں۔ انہی سے اسلام کے شیدائیوں اور جان ودل سے چاہنے والوں کا نماز کے ساتھ عشق ومحبت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!!

---

## امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رض کا خط

# دریائے نیل کے نام

### ابوالریاض محمد امین لائلپور

امیر المومنین حضرت عمر رض کے زمانے میں جب مصر فتح ہوا تو حضرت عمرو رض بن عاص کو مصر کا گورنر بنایا گیا۔ مصر میں اسلام کا ابتدائی دور تھا۔ ایک دن گورنر مصر حضرت عمرو رض بن عاص نے دیکھا کہ مصری لوگوں کا ایک جلوس آ رہا ہے اور جلوس میں ایک لڑکی بھی ہے جسے نہایت عمدہ لباس پہنا کر دلہن کی طرح سجایا گیا ہے۔

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ مصریوں کا ایک قدیم دستور ہے کہ یہ لوگ ہر سال ایک انسانی جان دریائے نیل کے نام قربان کرتے ہیں تو پانی کا دیوتا خوش ہو جاتا ہے۔ دریائے نیل میں روانی آئی رہتی ہے اور اس طرح ان لوگوں کی فصلیں اور باغات سرسبز اور شاداب رہتے ہیں ورنہ پانی کا دیوتا ناراض ہو کر دریا کو خشک کر دیتا ہے۔ اس لئے یہ لوگ اس لڑکی کو دریا کی نذر کرنا چاہتے ہیں تاکہ پانی خشک نہ ہو جائے۔

گورنر مصر حضرت عمرو رض بن عاص نے انہیں ایسا کرنے سے منع کر دیا اور کہا کہ انسانی جان ایک بہت قیمتی شے ہے اور ایسی اشرف مخلوق کو دریا کے سپرد نہیں کیا جا سکتا اس طرح خدا ناراض ہوتا ہے اور مزید کہا کہ میں یہ قصہ حضرت عمر رض کو لکھتا ہوں جس طرح دربارِ خلافت سے حکم آئے گا تعمیل ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ لوگ مان گئے اور حضرت عمرو بن عاص نے یہ معاملہ حضرت عمر رض کے سامنے پیش کر دیا۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق نے گورنر مصر کا خط پڑھا۔ اور لکھا کہ یہ جہالت کی رسم ہے۔ اسلام لانے کے بعد ایسی فضول رسم کی ضرورت نہیں۔ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اسے صرف اپنے خالق کے سامنے جھکنا چاہیئے اور اسی کو راضی کرنا چاہیئے۔ انسانی جان دریا سے زیادہ قیمتی ہے اور اسلام میں ایسی قربانی کی کوئی گنجائش نہیں اسے روک دیا جائے۔ نیز لکھا کہ میں ایک دوسرا خط دریا کے نام لکھ رہا ہوں۔ اس خط کو اسی جگہ ڈالا جائے جس جگہ لڑکی کو دریا میں ڈالا جاتا تھا۔

حضرت عمر رض کا خط دریائے نیل کے نام:

"اے دریا تو خدا کی مخلوق ہے۔ پہلے بھی اسی کے حکم سے چلتا تھا اب بھی اسی کے حکم سے چلتا رہ۔ ورنہ یاد رکھ اگر تو کسی انسانی جان کی توقع رکھتا ہے تو عمر تلوار لے کر آ پہنچے گا۔"

چنانچہ یہ خط اسی جگہ ڈالا گیا جہاں لڑکی کو دریا میں ڈبویا جاتا تھا۔ روایت ہے کہ جس وقت خط دریا میں ڈالا گیا دریا میں بدستور روانی آ گئی اور آج چودہ سو سال گزرنے پر بھی دریائے نیل کبھی خشک نہیں ہوا۔ سبحان اللہ! اس طرح اسلام کی بدولت ایک قیمتی جان بچ گئی اور بری رسم ختم ہو گئی اور زرعی کاروبار بھی بیش از بیش چلنے لگا۔

صحیح ہے "من کان للہ کان اللہ لہٗ" جو کوئی اللہ کا ہو جاتا ہے، اللہ اس کا ہو جاتا ہے ؎

تو از حکم داور گردن مپیچ!
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

تو خدا کے حکم سے گردن نہ موڑ تاکہ تیرے حکم سے بھی کوئی گردن نہ موڑے!

## حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے ہادی بنا کر مبعوث فرمائے گئے ہیں

خطبہ جمعہ

۵ر اپریل ۱۹۷۴ء

مرتب
عبدالرشید انصاری

# سنتِ رسولؐ پر عمل پیرا ہوئے بغیر ایمان کے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے

**جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ دامت برکاتہم**

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد :

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم :

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (الحشر)

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسولؐ دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

اسلام نام ہے اللہ تعالیٰ کے خالق واحد اور اس کے احکام و فرامین پر دل سے ایمان لانے کا۔ اس یقین کے ساتھ کہ وہی معبودِ برحق اور پرستش و بندگی کے لائق ہے۔ کائنات کا نظام چلانے میں کوئی دوسرا اس کا ہمسر و شریک نہیں۔ لیکن لا الٰہ الا اللہ ہی کافی نہیں ہے اس کے ساتھ محمد رسول اللہ بھی ہے۔ اس لیے ایمان اس وقت تک نامکمل رہے گا جب تک حضور ختمی مرتبت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و خاتمیت کا یقین پیدا نہ ہو جائے۔ جب اس پورے ایمان میں صداقت ہو گی تو پھر اتباع اور فرمانبرداری کا جذبہ دل و دماغ میں از خود موجزن ہو گا۔ اور یہی جذبہ ایمان کے تقاضوں سے انسان کو روشناس کرانے کا موجب بنا کرتا ہے۔ پس ایمان کامل کے یہ تقاضے پورے کرنے کے لیے ضروری ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور آپؐ کی سنت مبارکہ کو مشعل راہ بنایا جائے۔

بلاشبہ حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حاکمیتِ الٰہیہ کا یہی پیغام لے کر آئے تھے۔ تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کے سچے ساتھیوں نے دنیا میں اسی پیغام کو عام کرنے اور اسے عملی جامہ پہنانے کی جدوجہد میں خود کو وقف فرمائے رکھا۔ جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے جانثار صحابہؓ نے دنیا میں اللہ کا حکم قائم کرنے کے لیے اپنے وطن، مال و جائداد، عزت و آبرو، سکھ اور چین اور احباب و اقارب ہر شے قربان کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نوعِ انسانی کو ظلم و فساد، ذلت اور جہالت و ضلالت سے نجات مل گئی۔ دنیا کے وہ مطلق العنان بادشاہ جو تمام افراد کو بھیڑ بکریوں کی طرح اپنی ملکیت سمجھتے تھے اور اپنے آپ کو آدمیت سے بالاتر اور خدا کا برگزیدہ گروہ قرار دے کر انسانوں پر اپنی مرضی جبراً مسلط کیا کرتے تھے۔ ان کی جھوٹی خدائیاں جہنم رسید ہوئیں۔ اور اولادِ آدم اپنے حقیقی شرف و اعزاز سے دوبارہ ہمکنار ہو گئی۔

آج سے چودہ سو برس پہلے ماہ ربیع الاول میں ہی وہ مبارک و مسعود وقت آیا تھا جب عرب کے ایک درِ یتیم کے سر پر رب العالمین نے امانتِ کبریٰ کا تاج رکھ کر قوموں اور جہانوں کو اپنی رضا و خوشنودی کی راہ دکھانے کے لیے مبعوث فرمایا تھا۔

آج ہم اسی مقدس وقت کی یاد منا رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اسی آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ کے ذکر میں محو ہیں۔ آپؐ کی سیرت اور آپؐ کے ارشادات قرآن و حدیث کی صورت میں آج بھی ہمارے پاس موجود ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم کا خلق قرآن تھا اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (اور بے شک آپؐ تو بڑے ہی خوش خلق ہیں) آپ کے اخلاق کیمیانہ ہی تھے جنہوں نے دلوں کی دنیا فتح کی اور روحوں کی اجڑی کھیتی میں صداقت و سچائی اور خداشناسی و خداپرستی کے چمنستان آباد کر دیے۔

ارشادِ خداوندی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جن کاموں کے کرنے کا حکم دیں انہیں تم اختیار کرو اور جن سے منع کریں ان سے رک جاؤ۔

بس یہی ایک بات ہے جس کے مان لینے میں ہماری فلاح و نجات کا راز مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق بخشے۔ کیونکہ صرف پڑھ لینا زبان سے کہہ دینا اور سن لینا کافی نہیں ہے۔ اصل چیز عمل ہے۔ ہر کام کرنے سے ہوتا ہے صرف کہنے سے کچھ نہیں ہوتا ۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

رنگ برنگ کپڑے پہن کر، جھنڈیاں لگا کر سال کے بعد ایک دفعہ جلوس نکال لینا، نعتیں پڑھ لینا یا قوالیاں سن لینا یہ عمل نہیں ہے۔ عمل یہ ہے کہ نازک سے نازک تر وقت میں بھی سنتِ رسولؐ کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے اور حسنِ عمل کی اس راہ میں حائل ہونے والی اور رکاوٹ بننے والی کسی بڑی سے بڑی طاقت کو بھی خاطر میں نہ لایا جائے اور دل و دماغ کبر و نخوت کی آلودگیوں سے پاک رہیں۔ خلیفہ اول جانشینِ رسولؐ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب منصب خلافت پر منتخب ہوئے اور متفقہ طور پر تمام صحابہ کرامؓ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تو آپ نے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا:۔

> "اے لوگو! میں تمہارا حاکم بنا دیا گیا ہوں اور حال یہ ہے کہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ لہٰذا اگر میں کوئی اچھا کام کروں تو میری مدد کرنا اور اگر راہ راست سے ہٹ کر کوئی قدم اٹھاؤں تو میری اصلاح کر دینا۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔ تم میں جو شخص قوی ہے وہ اس وقت تک میرے نزدیک کمزور ہے جب تک کہ میں اس سے دوسروں کا حق نہ لے لوں۔ اور جو کمزور ہے وہ اس وقت تک میرے نزدیک طاقتور ہے جب تک کہ میں اس کا حق اسے واپس نہ دلا دوں"۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ بھی فرمایا کہ

> "اس وقت تک میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت و فرمانبرداری کروں۔ اور اگر کبھی میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کروں تو میری اطاعت تم پر عائد نہ ہو گی۔"

بحیثیت خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکرؓ کے اس پہلے خطاب کے ایک ایک لفظ پر غور فرمایئے اور سوچیے کہ عشقِ رسولؐ اور اتباعِ سنتِ رسولؐ کی اس سے بڑی اور نمایاں مثال کیا ہو سکتی ہے۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی دولت سے مالا مال فرمائے اور بحیثیت ایک مومن اور سچے مسلمان کے ہم پر جو فرائض عاید ہوتے ہیں انہیں پورا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین!

# تجارت پیشہ حضرات کے لئے لمحۂ فکریہ

فقیر حسین آزاد
لانڈی پور

تجارت میں بددیانتی کی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک دھوکا دینا اور ملاوٹ کرنا ہے۔ پھر ذخیرہ اندوزی ہے تاکہ غلّہ مہنگا بیچا جائے۔ دھوکا دینے اور ملاوٹ کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی شخص لوگوں کو فریب دینے کے لئے بُرے مال پر اچھا مال رکھ دے۔ یا نمونہ اچھا دکھائے مگر مال خراب دے۔ جیسے کوئی شخص بھیگے ہوئے یا ملاوٹی اور خراب غلّے کے ڈھیر میں تھوڑے سے اچھے گیہوں ڈال دے تاکہ اُوپر سے دیکھنے والا دھوکا کھا جائے۔

ملاوٹ کی دوسری صورت یہ ہے کہ جو آج عام ہو چکی ہے جس کے نتیجے میں کوئی شے خالص میسّر نہیں آتی۔ گھی میں چربی اور تیل ملایا جا رہا ہے۔ مرچ میں پسی ہوئی اینٹ اور چاول کی پھک رنگ کر کے ملائی جاتی ہے۔ ہلدی میں لکڑی کا برادہ اور چائے میں کیکر کی چھال ملائی جا رہی ہے۔ اس سے محض روح اور اخلاق نہیں بلکہ انسانی صحت بھی تباہ ہو رہی ہے۔ ایسے دھوکا بازوں اور ملاوٹ کرنے والوں کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں ہیں یعنی اسلامی برادری کا آدمی ایسی حرکت کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔

ذخیرہ اندوزی کے بارے میں مسلم شریف کی روایت ہے:۔
**لَا یَحْتَکِرُ اِلَّا خَاطِی** ۔ (ترجمہ) ذخیرہ اندوزی نہیں کرتا مگر وہی جو خطاکار ہے۔ تشریح: لا یحتکر: ذخیرہ نہیں کرتا۔ احتکار: ذخیرہ اندوزی کو کہتے ہیں یعنی فصل کے زمانے میں غلّہ وغیرہ خرید کر گراں بیچنے کے لئے جمع کرنا اور پھر مہنگے داموں فروخت کرنا۔ حدیث میں ہے کہ ایسا کرنا تجارت نہیں ہے بلکہ لوٹ مار ہے۔ اسلام کی رُو سے یہ بات ہرگز جائز نہیں کہ کوئی شخص غلّہ یا دوسری چیزوں کو ان کی فصل کے موقع پر گراں فروشی کے خیال سے ذخیرہ کرے اور پھر من مانے داموں فروخت کرے۔

کھیتی باڑی کے بعد تجارت دوسرے نمبر پر ہے۔ آج دنیا میں انسان کو جتنی آسانیاں میسّر ہیں اس میں زیادہ حصہ تجارت کا ہے۔ تاجر گروہ انسانی ضروریات مہیا کرتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی بیمار پڑ جاتا ہے، اسے آسانی سے دوا میسّر آ جاتی ہے۔ کسی کو کپڑے کی ضرورت ہے اسے کپڑا مل جاتا ہے۔ کچھ لوگ سامانِ آرائش کے طلب گار ہیں۔ اگر تجارت کا یہ کاروبار نہ ہوتا تو کیا اس وقت بھی یہ آسانیاں حاصل ہوتیں؟

تجارت کی یہی خوبی ہے جس کی وجہ سے تجارت پیشہ طبقہ ہمیشہ معاشرے کا معزز طبقہ رہا ہے۔ تاجر کے لئے ضروری ہے کہ وہ امین اور دیانتدار ہو۔ یہی خوبیاں تاجر کے وقار کو بڑھاتی ہیں۔ تاجر کی دیانت و صداقت لوگوں کے دل موہ لیتی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ تاجر سے خرید رہے ہیں اس میں دھوکا فریب نہیں ہے۔ لوگوں کو سامانِ زندگی کی ضرورت ہوتی ہے اور تاجر انہیں ایمانداری سے فراہم کر دیتا ہے لیکن آج لوگ ان پر اعتماد نہیں کرتے۔ کیونکہ لوگ اعمال پر نظر رکھتے ہیں اور آجکل کے تاجر اپنے مفاد کے لئے ملک و قوم کے مفاد کو یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ کھانے پینے کی اشیاء میں مضرِ صحت اشیاء کی ملاوٹ کرتے ہیں، جعلی دوائیں فروخت کرتے ہیں اور اس وقت بھی غلّہ کی ذخیرہ اندوزی سے باز نہیں آتے جب لوگ فاقوں سے ایڑیاں رگڑ رہے ہوتے ہیں۔

ظاہر ہے تاجر پیشہ حضرات جس ڈگر پر چل رہے ہیں وہ زندگی کے لئے سامانِ راحت نہیں بلکہ زہر مہیا کر رہے ہیں۔ انہیں اس بات کی بالکل پروا نہیں کہ ان کی اس روش کا معاشرے پر کیا اثر پڑے گا۔ دولت کی محبت نے انہیں سودے بازیوں کا ایک اور پیمانہ دے دیا ہے اور وہ پیمانہ ہے نفع کی بڑھتی ہوئی شرح۔ اب وہ ہر چیز کو اسی پیمانے سے ناپتے ہیں۔ اس پیمانے نے ان کے پاس دولت کے ڈھیر لگا دیئے ہیں لیکن انسانیت مروت اور بنی نوع انسانی کی ہمدردی کے جذبات ختم ہو کر رہ گئے ہیں جس کی وجہ سے تاجر طبقے کا معاشرہ میں پہلے جیسا وقار بھی جاتا رہا اور ہر طرف سے آوازیں اٹھنے لگیں کہ اہم تجارتوں کو سرکاری کنٹرول میں لیا جائے۔ اس ردّ عمل کے اسباب کو ختم کرنے کے لیے تاجروں کو سودہ بازیوں کے پیمانے بدلنے پڑیں گے لیکن ان پیمانوں کا بدل دینا اتنا آسان نہیں جتنا کہہ دینا۔ یہ بات تو اسی وقت انجام پا سکتی ہے جب انسان کے سامنے یہ بات ابھر کر آ جائے کہ اس کا دنیا میں آنے کا کیا مقصد ہے اور وہ کیا کر رہا ہے۔ خداوند کریم نے ہر کام کی حدود متعین کی ہیں کون ان حدود کی پابندی کرتا ہے اور کون نہیں کرتا۔ ایک دن یہ راز کھل کر سامنے آ جائے گا جس دن ہر فرد کو اپنی ذمہ داری سے متعلق اپنی زندگی کا حساب پیش کرنا پڑے گا۔ خدا پوچھے گا کہ یہ روپیہ کہاں سے حاصل کیا تھا پھر تو کیا جواب دے گا۔ خداوند کریم سے دعا ہے ہم سب کو صحیح دینِ اسلام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

# صحابہ کرامؓ کی قوّتِ ایمانی

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ۱۳۶ھ میں ایک آسودہ حال یہودی سردار اسحٰق بن شمعون کے مقروض تھے۔ یہودی بے انتہا ظالم اور سنگ دل تھا۔ اس نے کہا:

"عمّار اگر تم اسلام سے برگشتہ ہو جاؤ اور اس نئے مذہب کو چھوڑ دو تو میں اپنا تمام روپیہ معاف کر دوں گا اور تم کو اور اتنا مال و زر دوں گا کہ تم آسودہ حال ہو جاؤ گے اور اگر تم چاہو گے تو اپنی بھتیجی سارہ بنت عامر سے تمہاری شادی بھی کر دوں گا۔ کیا تم میری درخواست کو منظور کرو گے؟"

حضرت عمّار بن یاسر نے فرمایا: "سردار تمہارا خیال غلط ہے۔ اگر تم اپنا سارا مال و زر بھی مجھے دینا چاہو تب بھی میں اسلام سے برگشتہ نہیں ہو سکتا اور اس مذہب کو نہیں چھوڑ سکتا۔"

"اسلام ایک دینِ کامل ہے اور اس کی اوّلین تعلیم ہی یہ ہے کہ حق پرستی اختیار کرو۔ اللہ واحد یکتا و بے نیاز ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور وہ ساری دنیا کا مالک ہے۔ ہر چیز اسی نے پیدا کی ہے اور وہی تمام آدمیوں کو رزق پہنچاتا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود و رازق نہیں ہے۔

"یہ ہمارا ایک مستحکم عقیدہ ہے اور ایک لمحے کے لئے بھی ہم اس عقیدہ کو فراموش نہیں کر سکتے۔ ہمارے آقائے نامدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین انسان ہیں۔ ان کی غریب نوازی کا یہ عالم ہے کہ کبھی کوئی سائل ان کے دَر سے محروم نہیں جاتا۔ عفّت و عصمت کی نسبت کبھی کسی مخالف نے بھی کوئی شبہ ظاہر نہیں کیا۔ زہد و تقویٰ کا یہ عالم ہے کہ رات رات بھر نوافل میں گزار دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ پائے مبارک ورم کر آتے ہیں۔ انسانی ہمدردی کی یہ کیفیت ہے کہ روزانہ فجر کے بعد غریبوں کی خدمت اور بیماروں کی عیادت کو تشریف لے جاتے ہیں۔ غریبوں کی دل نوازی اور بیواؤں کی خدمت ان کے معمولات میں شامل ہے۔ ان کے رونق افروز ہونے سے پہلے ہم تباہ کن گمراہی کی حالت میں تھے۔ ہماری اخلاقی حالت تباہ ہو گئی تھی۔ ہم اپنی سیاہ کاریوں پر فخر کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری اصلاح کی اور ہمارے اعمالِ صالحہ کی طرف توجہ دلائی۔ ہم ایسے آقائے نامدار اور محسنِ اعظم سے کس طرح برگشتہ ہو سکتے ہیں۔

"سردار! یاد رکھو ہم دنیا کے عظیم و جلیل سرمایہ کو ٹھکرا سکتے ہیں ہم تاج و تخت پر لعنت بھیج سکتے، ہم دنیا کی بہترین راحتوں سے بیزار ہو سکتے ہیں حتیٰ کہ ہم اپنی جانیں بھی قربان کر سکتے ہیں لیکن ایک لمحے کے لئے بھی آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے دست بردار نہیں ہو سکتے۔ سردار! میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ مجھے سولی پر لٹکا دیا جائے اور مجھے خاک و خون میں تڑپایا جائے مگر میں یہ پسند نہیں کرتا کہ حضورِ اقدس کے پائے اقدس میں کانٹا بھی چبھ جائے"

حضرت سعد بن عبادہؓ ۶۲۸ھ میں یہودی قبیلہ بنو نضیر کے سردار شمعون بن زید کے بہت زیادہ مقروض تھے۔ شمعون نے ایک روز حضرت سعد بن عبادہؓ کو طلب کیا۔ سخت و شدید تقاضا کے بعد کہا کہ:

"سعد اگر تم اسلام چھوڑ دو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید نہ کرو تو میں نہ صرف اپنا قرض معاف کر دوں گا بلکہ وعدہ کرتا ہوں کہ آٹھ ہزار دینار نقد پیش کروں گا اور یہی نہیں بلکہ اپنی بہن ہاجرہ بنت زید سے تمہاری شادی کر دوں گا۔ کیا تم اس دعوت کو منظور کرتے ہو؟"

حضرت سعد بن عبادہؓ نے فوراً قہر آفریں انداز میں جواب دیا کہ

(باقی صفحہ ۹ پر)

مجلسِ ذکر میں

۴ر اپریل ۱۹۷۴ء

## قرۃ عینی فی الصلوٰۃ (میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے)

# رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے محبوب چیز نماز تھی

### جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور کا ایمان افروز خطاب

مرتب
عبد الرشید انصاری

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی: اما بعد:
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:
قُل اِن کُنتُم تُحِبُّونَ اللہ فَاتَّبِعُونِی یُحبِبکُمُ اللہ۔

اے پیغمبرؐ! کہہ دو، اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔

قرآن کریم کی یہ آیت ان بیسیوں آیات میں سے ہے جن میں اسوۂ نبویؐ کو قبولیتِ اعمال کا معیار اور نجاتِ دارین کا ذریعہ بیان کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ کا ہر شعبہ دنیا کو جہالت و گمراہی کی تاریکیوں سے چھٹکارا دلانے کے لیے کافی ہے۔ آج ہمارا وقت جس طریقہ سے لہو و لعب اور فضولیات میں ضائع ہوتا ہے اس کے لیے بھی ہمیں اپنے اوقاتِ کار کے تعین کے لیے اسوۂ نبیؐ سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوقات کا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں فرماتے تھے۔ آپؐ کی مصروفیات بے پناہ تھیں۔ لیکن ان میں ایسا توازن اور اعتدال قائم کر رکھا تھا کہ زندگی کے ہر پہلو کو اس کا حق ادا کرتے تھے۔ ایک طرف بڑے بڑے کام ہیں تو دوسری طرف چھوٹے چھوٹے کاموں کو بھی پوری دلچسپی سے انجام دیا جا رہا ہے۔ تیسری طرف پردیسیوں، ہمسایوں، عزیزوں، دوستوں اور بیویوں کے حقوق نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے ادا کیے جا رہے ہیں۔ چوتھی طرف اپنے ذاتی معاملات میں پورا لحاظ ہے۔ اور ان سب سے بڑھ کر حقوق اللہ کی ادائیگی اور رسالت کے فرائض انجام دینے میں ذرہ برابر کمی نہیں ہوتی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ آپ نماز فجر پڑھ کر جائے نماز پر بیٹھ جاتے اور خدا کی عبادت میں مشغول رہتے جب سورج نکل آتا اسی وقت عام لوگ آپؐ کے پاس آ جاتے۔ آپؐ ان کو وعظ و نصیحت فرماتے۔ پھر صحابہؓ سوالات کرتے، اپنے خواب سناتے۔ آپؐ بخندہ پیشانی سب کا جواب اور تعبیر خواب دیتے۔ کبھی کبھی آپؐ خود کوئی خواب دیکھتے تو بیان فرماتے۔ اکثر اسی وقت غنیمت کا مال اور وظیفہ وغیرہ اگر آپ کو بانٹنا ہوتا تو بانٹتے۔ جب دن خوب چڑھ جاتا تو آپؐ چاشت کو کبھی چار اور کبھی آٹھ رکعت پڑھتے۔ پھر گھر میں جا کر گھر کے کام کاج میں لگ جاتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سب کام اپنے دست مبارک سے کرتے، بکریوں کا دودھ دوھ لیتے، کپڑے مرمت کرتے، جوتا ٹانک لیتے، مہمانوں کی خدمت کرتے، گھر والوں کے کام میں مدد کرتے۔ بازار سے اپنا اور محلے کی بیواؤں کا سامان خرید لاتے۔ غرض آپ بیشتر وقت تبلیغ دین اور مخلوق خدا کی خدمت میں صرف فرماتے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کا بڑا حصہ خدا تعالیٰ کی عبادت میں گزرتا۔ اکثر ساری ساری رات عبادت میں مصروف رہتے۔ بیشتر پوری پوری رات نماز میں کھڑے رہتے۔ جس کی وجہ سے آپ کے پاؤں مبارک متورم ہو جاتے۔ آپؐ کو سب سے محبوب چیز نماز تھی۔ اور فرماتے۔ قرۃ عینی فی الصلوٰۃ — میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارا کون سا عمل سب سے زیادہ پسند آتا ہے۔ فرمایا۔ نماز کا وقت پر ادا کرنا۔

آپؐ کی عادت مبارک تھی کہ فرضوں کو مسجد میں اور سنتوں اور نفلوں کو اکثر گھر میں ادا فرماتے۔ اور فرماتے۔ گھروں کو قبرستان نہ بناؤ بلکہ عبادت سے آباد رکھو۔ تہجد کی نماز آپؐ نے کبھی نہیں چھوڑی لیکن آج ہمارا یہ حال ہے۔ سونا، کھانا، پینا، نہانا، پیشاب کرنا سب مسجد میں۔ گرمیوں میں دوپہر کو پنکھے کے نیچے مسجد میں آرام کرنا اور مسجد کے غسل خانوں میں خوب نہانا۔ لیکن مسجد میں نماز بالکل نہ پڑھنا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تہجد کی نماز نہیں چھوڑی اور ہم مسلمانوں نے تہجد کی نماز کبھی نہیں پڑھی۔ (الا ماشاء اللہ)

سب اولیاء کرام اور بزرگان دین نے فرمایا ہے کہ ہم نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ سب رات کے قیام اور دن کے روزے کی برکت ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب سورج نکل آتا تو دو رکعت یا چار رکعت پڑھتے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھی۔ پھر وہ جائے نماز پر بیٹھا رہا۔ اور یادِ الٰہی میں مشغول رہا یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔ پھر اس نے دو رکعت پڑھیں تو اس کے لیے ایک حج اور عمرے کے برابر ثواب ہے۔

جب سورج خوب بلند ہو جاتا تو چاشت کی نماز پڑھتے۔ آپؐ نے کبھی دو، کبھی چار، کبھی آٹھ اور کبھی بارہ رکعتیں پڑھی ہیں۔ نیز تحیۃ المسجد کی دو رکعت بھی عموماً پڑھتے۔

مغرب کے فرضوں اور سنتوں کے بعد کم از کم چھ اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعتیں پڑھتے۔ اسے صلوٰۃ الاوّابین کہتے۔ اس کا بڑا ثواب ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی بری بات منہ سے نہ نکالی تو اس کے بدلے میں بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ مہینے کی تیرہ، چودہ، پندرہ تاریخ کو جسے ایام بیض کہتے ہیں اکثر روزہ رکھتے۔ اور سفر و حضر میں کبھی نہ چھوڑتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پیر اور جمعرات کو بھی آپؐ روزہ رکھا کرتے تھے۔

محترم حضرات! آپ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزانہ معمولات سن لیے کوشش کریں کہ آپ بھی اسی طرح زندگی بسر کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

# عظمتِ قرآن

رحمت علی صابر

حضرت علامہ بیہقی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ خلیفہ مامون الرشید کے دربار میں ایک یہودی آیا — یہودی بڑا عالم فاضل اور مدبر شخص تھا۔ خلیفہ کے حضور اس نے اپنے مذہب کی بہت سی باتیں کیں۔ خلیفہ مامون الرشید یہودی کی باتوں اور دلائل سے بہت متاثر ہوا اور سوچا کہ اس عقلمند یہودی کو اسلام کی دعوت دینی چاہیئے۔ چنانچہ خلیفہ نے یہودی کو اسلام قبول کرنے کے لیے کہا۔ یہودی نے خلیفہ کا پیغام سنا تو کہنے لگا۔ کہ جب تک آپ اسلام اور قرآن کی سچائی مجھے دلائل سے نہ منوائیں گے اس وقت تک میں اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس پر خلیفہ نے دلائل پیش کیے، قرآن مقدس کی عظمت بیان کی اور کہا کہ قرآن ہی ایک ایسی باعظمت اور بابرکت کتاب ہے کہ جس کی حفاظت کا ذمہ خدا تعالےٰ نے خود لیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کی حفاظت میں خود کروں گا۔ اس کے برعکس تورات اور انجیل کی حفاظت کا بوجھ علماء کرام پر ڈالا گیا تھا اور چونکہ وہ ان کتابوں کی حفاظت نہ کر سکے۔ اس لیے وہ کتابیں اپنی اصلی حالت کھو بیٹھیں۔ اگر ان کی حفاظت کا ذمہ بھی اللہ تعالےٰ خود لے لیتے تو وہ ہمیشہ محفوظ رہتیں۔

خلیفہ کے دلائل سن کر یہودی کے دل میں ہلچل مچ گئی۔ اس کے دل کا سکون جاتا رہا اور وہ ایک الجھن میں مبتلا ہو گیا اس نے سوچا کہ مجھے ان آسمانی کتابوں کا امتحان لینا چاہیئے۔ چنانچہ امتحان کی غرض سے اس نے انجیل کے تین قلمی نسخے تیار کیے۔ جن میں اپنی طرف سے بہت سی تحریف کر دی۔ پھر اس کو عیسائیوں کی حکومت میں بھیج دیا کہ اگر اس کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔ تو ضرور شور مچائیں گے کہ یہ تحریف کس نے کی ہے وہ تین ماہ تک انتظار کرتا رہا۔ مگر تین مہینے تک انتظار کرنے کے باوجود کسی نے شور نہ مچایا اور وہ نسخے رائج ہو گئے۔ پھر اس نے تورات کے تین قلمی نسخے تیار کر کے علماء یہود کو بھیجے۔ ان میں بھی بہت سی تحریف کی اور کافی رد و بدل کر دیا۔ مگر تین مہینے انتظار کرنے کے باوجود ملک کے کسی بھی کونے سے کوئی صدائے احتجاج بلند نہ ہوئی اور وہ نسخے بھی رائج ہو گئے۔ رائج کیوں ہو گئے؟ اس لیے رائج ہو گئے کہ خدا تعالےٰ نے ان کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا تھا۔ یہودی بڑا حیران ہوا۔ کہ میں نے ان کتابوں میں اتنی گڑبڑ کی مگر کسی نے چوں تک نہ کی اور نہ کسی یہودی اور نصرانی کے ماتھے پر بل آیا۔ اب قرآن کریم کا امتحان لینا چاہیے۔ چنانچہ اس نے قرآن کے بارے میں بھی وہی رویّہ اختیار کیا اور قرآنی نسخوں میں تحریف کر کے انہیں علماء کرام کے پاس بھیج دیا۔ اور جواب کا انتظار کرنے لگا۔ یہودی نے دیکھا کہ تین مہینے تو کجا تین دن بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ ہر گلی اور ہر محلے میں شور برپا ہو گیا کہ یہ کون بدبخت اور خبیث ہے۔ کہ جس نے قرآن عزیز میں گڑبڑ کر دی ہے۔

یہودی بہت زیرک اور دانا آدمی تھا سچائی اس کے دل میں گھر کر گئی کہ واقعی قرآن ایک باعظمت کتاب اور آخری کلام خداوندی ہے اور یہ کسی صورت میں بھی بدل نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خدا تعالےٰ نے خود لے رکھا ہے۔

یہودی کے دل پر اس کا بہت اثر ہوا۔ وہ خلیفہ کے دربار میں حاضر ہوا اور سچے دل سے اسلام میں داخل ہو گیا۔ خلیفہ بڑا حیران ہوا۔ کہ اس وقت میرے کہنے سے تو یہ مسلمان نہ ہوا تھا اب نو مہینے بعد خود بخود مسلمان کیسے ہو گیا ہے۔ چنانچہ خلیفہ نے وجہ دریافت کی تو یہودی نے کہا کہ اتنے عرصے میں میں نے تمام کتابوں کا امتحان لیا ہے۔ اور اب میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر کوئی کتاب برحق ہو سکتی ہے تو وہ صرف قرآن مجید ہی ہے۔ واقعی یہ ایک ایسی باعظمت کتاب ہے کہ قیامت تک اس میں ایک لفظ کا بھی ہیر پھیر نہیں ہو سکتا۔

پیارے بہن بھائیو! ہمیں بھی چاہیئے کہ قرآن مجید سے دل لگاؤ پیدا کریں۔ ہماری نجات اسی میں ہے کہ ہم اللہ کی اس رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیں — اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ★

---

## قرآن کی خدمت

سچّا ہے قرآن ہمارا!
مال سے پیارا جان سے پیارا
سب سے اونچا سب سے مکرّم
سیدھی، سچّی باتیں اس کی
کیسے میٹھے اور انمول!
ہم سب اس کو لے کے اٹھیں گے
اس کی پیاری پیاری باتیں
ہم سب ہی کو بتلائیں گے
دنیا رب کی، رب کا قرآں
رحمت ہر اک گھر کے لیے یہ
اس کی عزّت، سب کی عزّت

کیسا اچھّا کیسا پیارا
سارے جگ میں سب سے نیارا
خادم اس کے ہم سب ہر دم
کیسی اچھی باتیں اس کی
اس کے پیارے پیارے بول
اس کی خدمت خوب کریں گے
سارے جگ سے نیاری باتیں
دنیا بھر میں پھیلائیں گے
رب ہے سب کا، سب کا قرآں
رحمت دنیا بھر کے لیے یہ
اس کی خدمت، سب کی خدمت

اونچا اس کا نام سدا ہو
جان ہماری اس پہ فدا ہو

# امام ولی اللہ دہلویؒ

شیخ بشیر احمد بی اے لودھیانوی

حجۃ الاسلام حکیم الامت امام ولی اللہ دہلویؒ برِ عظیم ہند کے آخری بڑے مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے میں بہت بڑے عالم اور صوفی تھے۔ ان کے دادا الشیخ وجیہ الدین سلطان عالمگیرؒ کی فوج میں بڑے افسر تھے۔ انہوں نے کئی جنگوں میں زبردست شجاعت کا اظہار کر کے سلطان سے کلماتِ تعریف حاصل کیے۔

امام ولی اللہ دہلویؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے والدِ گرامی اور اپنے محترم چچا الشیخ ابو رضا محمد سے حاصل کی۔ امام صاحب کے والد نے دہلی میں مدرسہ رحیمیہ قائم کر رکھا تھا۔ جس میں قرآن و حدیث کی تعلیم کا خاص انتظام تھا۔ اب تک برِ عظیم پاک و ہند میں علوم حدیث کا جو چرچا ہے وہ اس مدرسہ رحیمیہ ہی کی بدولت ہے۔ برِ عظیم کی تمام دینی درسگاہیں بلا مبالغہ مدرسہ رحیمیہ ہی کی بیٹیاں ہیں۔ امام صاحب نے پندرہ برس کی عمر میں مدرسہ رحیمیہ سے دستارِ فضیلت یعنی سندِ فراغت حاصل کی۔ اس سے اگلے سال ان کے والد محترم کا وصال ہو گیا (۱۱۳۱ھ ۱۷۱۸ء) اور مدرسے کا انتظام حضرت امام صاحب نے سنبھالا۔ (۱۱۴۳ھ ۱۷۳۰ء) میں امام صاحب فریضۂ حج ادا کرنے، علوم حدیثیہ کی انتہائی تعلیم حاصل کرنے اور اپنی تحریک کی خاطر عالم اسلام کا براہ راست مطالعہ کرنے کے لیے حجاز تشریف لے گئے۔

حجاز شریف میں امام صاحب چودہ ماہ رہے اور مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے نامور علماء سے حدیث کے علوم حاصل کیے۔ مکہ مکرمہ میں ان کے خاص استاد شاہ وفد اللہ تھے جن سے انہوں نے موطا امام مالکؒ کا درس لیا اور مدینہ منورہ میں ان کے نامور استاد شیخ ابوطاہر ابن شیخ ابراہیم کردی تھے۔ جو بڑے پائے کے محدث اور صوفی تھے۔ شیخ ابوطاہر قرآن حکیم کی تفسیر الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربی کی طرز پر کرتے تھے۔

مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران ۱۰ر صفر ۱۱۴۴ھ مطابق ۳ر اگست ۱۷۳۱ء کو امام صاحب نے ایک کشف میں دیکھا کہ سیدنا امام حسنؓ اور سیدنا امام حسینؓ نے ایک قلم انہیں دیا اور فرمایا کہ ھٰذا قلم جدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یہ قلم ہمارے نانا علیہ السلام کا ہے) یہ گویا اشارہ تھا اس طرف کہ امام صاحب دین کے اسرار تحریر فرمائیں گے۔

اسی طرح مدینہ منورہ میں آپ نے سید المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے شمار فیض حاصل کیے۔ جن کا ذکر انہوں نے اپنی کتاب "فیوض الحرمین" میں کیا ہے۔ آپ نے لکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امام صاحب کو اپنی چادر مبارک میں لپیٹ لیا۔ یہ بھی گویا اس طرف اشارہ تھا کہ آپ دین اسلام کی حکمت بیان کریں گے۔ لیکن ایک خاص کشف جو انہیں مکہ مکرمہ میں ۱۲ر ذی قعدہ ۱۱۴۳ھ مطابق ۵ر مئی ۱۷۳۱ء کو ہوا۔ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ امام صاحب نے دیکھا کہ ہندو راجہ مسلمانوں کی بستیاں برباد کرتا چلا آتا ہے۔ امام صاحب اس کا تعاقب کرتے ہیں۔ ایک بہت بڑا ہجوم جس میں ازبک اور عرب وغیرہ سب شامل ہیں۔ آپ کے ساتھ آرہا ہے۔ امام صاحب ہندو راجے کی حرکت سے سخت غضب ناک ہیں اور ان کی غضب ناکی کے اثرات سے ہجوم بھی غضبناک ہے۔ امام صاحب ہندو راجے کا تعاقب کرتے ہوئے اجمیر پہنچ جاتے ہیں۔ اور وہاں اسے پکڑ کر پچھاڑتے ہیں اور اس کے گلے پر چھری پھیر دیتے ہیں۔ جس میں سے خون کا فوارہ چھوٹتا ہے۔ اس وقت ہجوم نے پوچھا کہ ماذا حکم اللہ فی ھٰذہ الساعۃ؟ (اس وقت اللہ کا حکم کیا ہے؟) امام صاحب نے فرمایا۔ فَکُّ کُلِّ نظامٍ (ہر ایک فاسد نظام کو برباد کر دو)۔ پھر میں نے رحمت اور سکینت اترتی دیکھی۔

یہ خواب دراصل ان کی انقلابی تحریک کی علامت ہے اور اسی تاریخ سے ان کی تحریک کا آغاز ہوا ہے! اس کا خارج میں ظہور جنوری ۱۷۶۱ء کو ہوا جب امام صاحب کی دعوت پر سلطان احمد شاہ ابدالی نے پانی پت کی تیسری جنگ میں مرہٹوں کا خاتمہ کر دیا۔ جو مسلمانوں کو برباد کر کے برعظیم پاک و ہند میں برہمن شہنشاہیت قائم کرنا چاہتے تھے۔

پانی پت کی تیسری جنگ کے بعد امام صاحب نے ۲۹ر محرم الحرام ۱۱۷۶ھ (۲۰ر اگست ۱۷۶۲ء) کو وفات پائی۔ ع "او بود امام اعظم دین" — تاریخ وفات ہوئی۔ امام صاحب شاہجہان آباد (پرانی دلی) میں دفن ہوئے۔ یہ جگہ کوٹلہ فیروز شاہ کے رقبے میں ترکمان دروازے کے باہر ہے۔

---

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی۔

---

## بقیہ: قوتِ ایمانی

افسوس ہے کہ آپ نے میرے قلب کو تکلیف پہنچائی۔ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میرے ایمان کی قیمت آٹھ ہزار دینار ہے، اور کیا میں مال و زر کے لئے اپنی متاعِ آخرت بیچ دوں گا؟"

"سردار! اسلام ایک مقدس مذہب ہے۔ اس میں نہ خلافِ عقل باتیں ہیں اور نہ خلافِ تہذیب رسمیں ہیں۔ اسلام ایک سچا اور شائستہ مذہب ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اسلام کا آفتاب طلوع ہونے سے پہلے ہم معصیتوں اور برائیوں میں مبتلا تھے۔ ہمارے ملک میں ہر طرف جہالت کی حکمرانی تھی اور بت پرستی کا طوفان برپا تھا حضرت داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حق پرستی کی تعلیم دی اور ہمارے اعمال کی اصلاح کی۔ اسلام کی دعوت ہے کہ خدائے قدوس تمام جہان کا خالق و مالک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ ہر چیز اسی نے پیدا کی ہے اور وہی تمام نعمتوں کا سرچشمہ ہے۔ ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے بہترین ہمدرد ہیں۔ ان کے مخالف بھی ان کو صادق اور امین کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حق پسندی اور پرہیزگاری تمام عرب میں مشہور ہے۔ آپ غریبوں کی مدد کرتے ہیں، مظلوموں کی حمایت میں پیش پیش رہتے ہیں۔ آپ کے عدل و انصاف پر ہر شخص کو اعتماد ہے۔"

"سردار میں تم کو دعوت دیتا ہوں کہ غلط راستہ چھوڑ کر صحیح راستہ اختیار کرو اور متاعِ فانی کے لئے متاعِ آخرت کو برباد نہ کرو۔ میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں جو دین و دنیا کی بھلائی کا ضامن ہے۔"

شمعون بن زید نے کہا "اچھا اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری سے دست بردار نہیں ہو سکتے تو میرا قرض فوراً ادا کرو ورنہ میں تم کو سخت تکلیفوں میں مبتلا کر دوں گا۔"

حضرت سعدؓ نے جواب دیا "میں تمہارا قرض جلد ادا کر دوں گا۔ لیکن تکالیف کے خوف سے میں متاعِ آخرت کو تباہ نہیں کر سکتا۔ میرا یہ اعتقاد ہے کہ عزت کے ساتھ زندہ رہنا لائقِ احترام ہے اور ذلت کے ساتھ زندگی بسر کرنا قابلِ نفرت ہے۔ اگر تم مجھے تکلیف میں ڈالنا چاہتے ہو میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ جب میری گردن تلواروں کی آماجگاہ بن جائے گی جب میرے جسم سے خون کے فوارے جاری ہوں گے جب میں تائیدِ حق کی پاداش میں خاک و خون میں تڑپوں گا تب بھی میری زبان پر یہی کلمۂ توحید ہوگا کہ اسلام حق ہے۔ اللہ تعالیٰ واحد و یکتا ہے۔ وہ تمام جہان کا مالک ہے۔ اسی نے تمام کارخانۂ عالم کو سنبھال رکھا ہے اور وہی ہم کو رزق دیتا ہے اور اسی کے پاس ہم کو جانا ہے۔"

شمعون بن زید اس تقریر کو سن کر بے حد متاثر ہوا اور اس نے "اچھا تم بتدریج اپنا قرض ادا کر دینا!"

---

## جمعیۃ طلبہ اسلام جموں و کشمیر کا

## دو روزہ کنونشن

آزاد کشمیر کے تاریخی شہر باغ میں مورخہ ۲۶ر ۲۷ر مئی ۷۴ء بروز اتوار پیر (ضلع پونچھ) منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہٗ اور دیگر علمائے کرام اور طالب علم رہنما و وکلا مختلف نشستوں سے خطاب فرمائیں گے۔

منجانب شعبہ نشر و اشاعت جمعیۃ طلبہ اسلام جموں و کشمیر

## خدا کا تصور

# فلسفہ اور اسلام کی روشنی میں

### قاری عبدالقادر - ایم اے

اسلامی فلسفہ کا اصل ماخذ قرآن حکیم ہے لیکن خلفائے عباسیہ کے دور میں جب مسلمان یونانی فلسفہ سے دوچار ہوئے تو ان کے عقاید و نظریات میں بڑی تبدیلی پیدا ہو گئی اور اہلِ علم حضرات نے علوم اسلامیہ کی بجائے ارسطو اور افلاطون کی تصانیف کی تشریح اور توضیح کو اپنا مقصدِ حیات بنا لیا۔ چنانچہ اسلامی تعلیمات اور یونانی فلسفیوں کے اقوال میں مطابقت پیدا کرنا ہی گویا علم و فضل کا کمال سمجھا جانے لگا۔

فلسفہ کے ابتدائی دور میں مسلمان افلاطون کے نظریات اور معتقدات سے متاثر تھے۔ افلاطون کے نزدیک عالم حادث تھا اور روح غیر فانی۔ ارسطو کا نظریہ یہ تھا کہ عالم قدیم ہے۔ چنانچہ جب مسلمانوں نے ارسطو کی تقلید میں عالم کو قدیم کہنا شروع کیا تو فلسفہ اور اسلام میں تضاد بڑھنا شروع ہوا۔ اور ایسے فلسفیوں کی اکثریت ہو گئی جن کے افکار کفر و الحاد پر مبنی تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ملحد فلسفیوں نے اسلام اور اسلامی تعلیمات کو بہ بانگِ دہل ہدفِ اعتراض بنانا شروع کر دیا۔ چنانچہ ابن الراوندی اپنے عہد کا سب سے بڑا ملحد فلسفی تھا۔

ملحد فلسفیوں کے مقابلے میں عقلیت پسندوں کا ایک گروہ منظرِ عام پر آیا۔ اس گروہ نے عقل کی رہنمائی میں فلسفہ اور منطق کو مشعلِ ہدایت بنا کر خدا کی ذات و صفات پر غور کیا۔ وہ ذاتِ باری تعالیٰ کو واحد و یکتا مانتے تھے لیکن صفات سے بری سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک خدائے قدوس کی صرف ایک صفت ہو سکتی ہے یعنی ہمیشگی یا ابدیت۔ اس گروہ کا استدلال یہ تھا کہ قرآن کریم میں پروردگارِ عالم کے لئے جو نام استعمال کئے گئے ہیں اور ان سے جن صفات کا اظہار ہوتا ہے اگر اسے ان جملہ صفات کا حامل تسلیم کر لیا جائے تو اس سے خدا کی وحدت فنا ہو جائے گی۔ اور اس میں کثرت کا اجتماع تسلیم کرنا پڑے گا۔ پھر بھی حکمائے اسلام کی اکثریت واجب الوجود کی قائل رہی یعنی خدائے بزرگ و برتر اپنے وجود میں غیر کا محتاج نہیں اور وہ جسم و صفات سے معرّیٰ ہے۔

ایک مومن کے نزدیک اللہ جل شانہٗ کا تصور یہ ہے کہ وہ ذات برحق کائنات اور تمام موجودات کا سرچشمہ ہے اور یکہ و تنہا ہے۔ دنیا میں بے انتہا اختلاف، تنوع اور کثرت کا ظہور ہے اور مخلوقات چند در چند ہیں۔ مگر خالق سب ایک ہی ہے، وہ خالق ہے اور اپنی مخلوقات پر محیط ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ اپنی مخلوقات سے منزہ بھی ہے اور وہ سب کو دیکھتا ہے لیکن خود آنکھیں اس کی دید سے قاصر ہیں۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ۔

وہی اول ہے، وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے۔ وہی ہر شے میں جاری و ساری ہے۔ اسے کائنات کی ہر شے کا علم ہے وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ زمین و آسمان میں صرف ایک ہی روشنی ہے اور وہ ہے نورِ خداوندی۔

مسلمان فلسفیوں میں سب سے پہلے الکندی نے خدائے تعالیٰ کی وحدت اور عدل پر زور دیا ہے۔ اس کے نزدیک یہ دنیا خدا کی پیدا کی ہوئی ہے لیکن آفرینش کے سلسلے میں خداوندِ عالم کے درمیان بہت سے واسطے پائے جاتے ہیں۔ دنیائے فلسفہ کے مایۂ ناز فلسفی فارابی کے نزدیک فلسفہ حقیقتِ اشیاء کا علم ہے جسے حاصل کرنے کے بعد انسان خدا سے مشابہ ہو جاتا ہے۔ مشہور حکیم فلسفی ابن سینا کے فلسفہ کا بنیادی اصول یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ واجب الوجود ہے۔ وہی تمام کائنات کا علت العلل ہے اور اسی سے چشمۂ وجود جاری ہے۔ ابن سینا اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ قانونِ قدرت تمام نظام پر حاوی ہے اور اس میں تغیر و تبدل ممکن نہیں۔

فلسفہ کے ساتھ ساتھ تصوف کو بھی عروج حاصل ہوا۔ تصوف کو تزکیۂ نفس اور تطہیرِ قلب سے گہرا تعلق ہے جب فلسفی تلاشِ حق میں ناکام ہو کر منکرِ خدا ہو گئے تو اب تلاشِ حق کا واحد ذریعہ بجائے دماغ کے دل کو قرار دیا گیا جس سے تصوف کو ہمہ گیر ترقی ہوئی۔

تیسری صدی عیسوی میں فلسفہ کا ایک نیا مذہب "فلسفہ اشراقیہ جدید" اسکندریہ میں قائم کیا گیا تھا۔ اس مذہب کا مقصد یہ تھا کہ عقل اور ایمان میں توافق پیدا کیا جائے۔ کثرت کے تصور سے فلسفہ کو جو عقلی مشکلات پیش آتی ہیں ان سے بچنے کے لئے فلسفہ اشراقیہ کے ماننے والوں نے مسئلہ انفصال کو اصول ہمہ اوست کا سنگِ بنیاد قرار دیا۔ اس مسئلہ سے مراد یہ ہے کہ کائناتِ مرئی کے جملہ شواہد خالق علی الاطلاق سے ماخوذ ہیں۔ اور اس کے مظاہر ہیں۔

آٹھویں صدی عیسوی سے لے کر تیرھویں صدی عیسوی تک کا زمانہ گویا علم و حکمت کا اسلامی دور ہے۔ اس دور میں فلسفہ، طب اور سائنس کے فراموش کردہ علوم کو مسلمانوں نے نہ صرف زندہ کیا بلکہ اپنی جدید تحقیقات سے اس کو نئی وسعت اور ترقی سے ہمکنار کیا۔ اس عہد میں جو مسلمان فلسفی، حکیم اور سائنسدان پیدا ہوئے وہ بعد میں آنے والے یورپی دور کے فلسفیوں، حکیموں اور سائنسدانوں سے کسی طرح کم نہ تھے۔

---

# صحبتِ صالحین

### حافظ عبدالباسط کیمبلپوری

قَالَ لَهٗ مُوْسٰی هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓی اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا (۱۸ : ۶۶)

ترجمہ: موسیٰ نے اسے کہا۔ کیا میں تیرے ساتھ چلوں اس شرط پر کہ تو مجھے سکھائے اس میں سے جو تجھے ہدایت کا طریقہ سکھایا گیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسا اولو العزم و صاحبِ مرتبت پیغمبر جس کو رب تعالیٰ کے ساتھ راز و نیاز اور تکلم کا شرف حاصل ہو چکا تھا۔ ایک بندۂ خدا کی صحبت و ہم مجلسی کا متمنی ہے اور ان کی ملاقات کے لیے دور دراز کا سفر طے کر کے جاتے ہیں اور اپنے خادم حضرت یوشع علیہ السلام سے ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ مقصود حاصل کیے بغیر میں واپس نہیں لوٹوں گا چاہے عرصہ دراز بھی اس سفر میں گزر جائے۔ پھر جب اس بندہ خدا کے ساتھ ملاقات ہوتی ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ان سے فرماتے ہیں کہ کیا بھلائی کی تعلیم کے سلسلے میں آپ مجھے اپنے ساتھ رکھنے پر آمادہ ہو سکتے ہیں۔

اس بندۂ خدا حضرت خضر علیہ السلام نے شرائط پیش کیں۔ کہ اگر آپ ان کی پابندی کر سکتے ہیں تو میرے ساتھ چل سکتے ہیں۔ ورنہ نہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شرائط کو منظور فرما لیا۔ اس واقعہ سے صحبت صالحہ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جس کی خاطر حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے صاحب وحی نبی بے تاب ہیں۔ اسی بناء پر رب العالمین نے دنیا کے سردار خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ (۶ : ۵۲)

ترجمہ: اور جو لوگ اپنے رب کو صبح اور شام پکارتے ہیں انہیں اپنے سے دور نہ کر وہ اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ اپنی مجلس کو ان لوگوں کے ساتھ بند رکھیے جو صبح و شام رب تعالیٰ کی تسبیح و حمد و ثناء کے ترانے گاتے ہیں تاکہ آپ کی صحبت کی برکات کی وجہ سے رب تعالیٰ کے انوار و برکات کی بارشیں ان پر برسیں۔

اگر کسی بندہ خدا کی صحبت اختیار کی جائے۔ تو بداعمال و بدکردار انسان کے اعمال و کردار میں حیرت انگیز انقلاب رونما ہو جاتا ہے۔ ناچیز مٹی تھوڑی دیر پھول کے ساتھ بسیرا کرتی ہے تو اس کے وجود سے دلآویز خوشبو آنے لگتی ہے ؎

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دلآویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم
ولیکن مدتے با گل نشستم
جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

"ایک روز حمام میں خوشبودار مٹی محبوب کے ہاتھ سے میرے ہاتھ میں آ پہنچی تو میں نے اس سے کہا کہ تو مشک ہے یا عنبر کہ تیری دلآویز خوشبو سے میں مست ہو گیا ہوں۔ کہا۔ میں تو وہی ناچیز مٹی ہوں مگر کچھ مدت میں نے پھول کی صحبت اختیار کی ہے جس کی بدولت میرے وجود میں یہ نعمت معطر پیدا ہو گئی ہے۔ ورنہ میں تو وہی ناچیز مٹی ہوں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ صحبت کا انسانی قلوب پر انقلاب آفریں اثر ہوتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے دل کی گرہیں اور باطنی مسامات کھل جاتے ہیں جس کی وجہ سے روحانی منازل جلد طے ہو جاتی ہیں یہ اس لیے دو روحیں جب آپس میں ملتی ہیں تو ایک دوسری کی روحانی خوشبو محسوس کر کے قوت حاصل

(باقی صد۱۶ پر)

---

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

- "بے شک اللہ تعالےٰ نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے مگر مجھے یہ حکم بھی دیا ہے کہ ہاتھ اور منہ سے بجائے جانے والے ہر قسم کے باجوں کو دنیا سے مٹا ڈالوں۔" (مسند امام احمد)
- امام ابو حنیفہؒ کی فقہ میں بیان کیا گیا ہے کہ گانے سننے ہر قسم کے حرام ہیں۔ سننے والا فاسق اور (حلال بنا کر) لذت حاصل کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔
- امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ عود و طنبورہ اور تمام رقص و سرود کا سامان سب حرام ہیں۔ ان کا سننے والا بددین، فاسق، بیوقوف اور دیوث ہے۔

---

"خدام الدین" خود پڑھیے
اور
دوسروں کو پڑھائیے

---

# مصائبِ الصحابہؓ

ربِ کعبہ کے پرستار، وہ مردانِ جلیل پاسبانانِ حرم، وارثِ ایمانِ خلیل
وہ سرِ فرشِ زمیں عزتِ حواؑ کا ثبوت وہ تہ چرخِ بریں عظمتِ آدمؑ کی دلیل

راست گفتار و کشادہ دل و بیدار دماغ مدت العمر جو آفات کے سایوں میں پلے
کبھی پابندِ سلاسل، کبھی شعلوں کے حریف کبھی انگاروں پہ لوٹے، کبھی کانٹوں پہ چلے

کبھی تپتے ہوئے پتھر کی سلیں سینوں پر کبھی کاندھوں پہ اٹھائے ہوئے بارِ گراں
کبھی پشتوں پہ سلاخوں کے سلگتے ہوئے داغ کبھی چہروں پہ طمانچوں کے المناک نشاں

کبھی نیزوں کے سزاوار، کبھی تیروں کے کبھی طعنوں کے کچوکے، کبھی فاقوں کے عذاب
کبھی چکی کی مشقت، کبھی تنہائی کی قید کبھی اپنوں کی ملامت، کبھی غیروں کا عتاب

کبھی بہتان طرازی، کبھی دشنام غلیظ کبھی تضحیک و تمسخر، کبھی شبہات و شکوک
کبھی روحانی اذیت، کبھی توہینِ ضمیر کبھی اینٹوں سے تواضع، کبھی کوڑوں کا سلوک

کبھی محبوس گھروں میں، تو کبھی خانہ بدر چیتھڑے تن کے نگہبان، کبھی وہ بھی نہیں
تشنگی کا ہے وہ عالم کہ الٰہی توبہ حلق کو چاہیئے تھوڑی سی نمی وہ بھی نہیں

آزمائش کے لپکتے ہوئے ہنگاموں میں وقت نے ان کے نشانات قدم دیکھے ہیں
تختۂ دار پہ آئے تو اسے چوم لیا ایسے جی دار بھی تاریخ نے کم دیکھے ہیں

کس عزیمت کے تھے مالک یہ نفوسِ قدسی جو پڑی وقت کے ہاتھوں، وہ کڑی جھیل گئے
صرف اسلام کی خاطر، فقط اللہ کے لئے جان پر کھیلنا آتا تھا انہیں کھیل گئے

ہم تک اسلام جو پہنچا تو فقط ان کے طفیل یہ غلامانِ خدا، نورِ رسالت کے امیں
سر بسر پیکرِ ایثار، مجسم ایماں حشر تک ان سا ہو پیدا کوئی ممکن ہی نہیں

● جناب حضرت مضطر گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

شریعت
اسلامیہ

# پسندیدہ نظامِ حیات

**مولانا عبد الرحمٰن شیخوپورہ**

حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شریعت ایسا قانون ہے جس میں بصیرت، ہدایت اور رحمت تینوں چیزیں موجود ہیں۔ شریعت یقین کرنے والوں کے لئے رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طریقہ پر چلنے کا حکم فرمایا لہٰذا انسان کے لئے صرف شریعتِ اسلامیہ ہی پسندیدہ نظامِ حیات ہے۔ اس کے خلاف معاشرت اور زندگی گزارنے کے جتنے بھی طریقے انسان نے اختیار کر رکھے ہیں وہ جہلاء بد دین لوگوں کے خود ساختہ ہیں جو محض نفسانی خواہشات کے مطابق مختلف عنوانات سے پیش کئے جاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سب کو مردود قرار دیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ
(۳: ۸۴)

ترجمہ: جو شخص شریعت اسلامی کو چھوڑ کر کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے گا اس کے طریق کار کو خدا تعالیٰ ہرگز قبول نہیں کرے گا۔

شریعت خدا تعالیٰ کا قانون ہے اور سب جانتے ہیں کہ قانون کسی شخص کی رائے اور خواہش سے نہیں بدل سکتا۔ البتہ قانون بنانے والا خود ہی بدل دے تو دوسری بات ہے اور اسی طرح اگر لوگ قانون پر عمل کرنا چھوڑ دیں تو ان کے عمل چھوڑ دینے سے قانون نہیں بدل سکتا۔ خاص کر خدا تعالیٰ کا قانون۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی حکومت کا دارومدار بندوں کی فرمانبرداری اور اطاعت شعاری پر نہیں۔ اس کی فرمانبرداری کوئی کرے یا نہ کرے ہر حال میں وہ سب کا بادشاہ ہے تو پھر اس کا قانون کس طرح بدلا جا سکتا ہے۔ جو شخص خدا کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق فیصلہ نہ کرے ایسے ہی لوگ دراصل کافر ہیں۔

غور سے سن لیجئے کہ دینِ شریعت کے پانچ اجزاء ہیں۔ ایک جزو تو عقاید کا ہے کہ دل سے اور زبان سے اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کی جس طور پر خبر دی ہے وہی حق ہے۔

دوسرا جزو عبادات ہیں یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ حج وغیرہ۔ تیسرا جزو معاملات ہیں یعنی احکام نکاح و طلاق و حدود و کفارات بیع و شرا و اجارہ و زراعت وغیرہ۔ شریعت یہ سکھاتی ہے کہ کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرو اور اس طرح معاملہ نہ کرو کہ جس میں جھگڑے کا اندیشہ ہو۔ غرض جواز یا عدم جواز بیان کیا جاتا ہے۔

چوتھا جزو معاشرت ہے یعنی اٹھنا، بیٹھنا، ملنا جلنا، مہمان بننا۔ اور اس کے آداب کیا ہیں؟ بیوی بچوں، عزیزوں، اجنبیوں اور نوکروں وغیرہ کے ساتھ کیونکر برتاؤ کرنا چاہیئے۔ پانچواں جزو تصوف ہے جس کو شریعت میں اصلاح نفس کہتے ہیں۔ غرض دین کے پانچ اجزا ہیں ان پانچوں کے مجموعہ کا نام دین ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ آدمی صرف خدا کا بندہ ہو اور اسی کے احکام کی اتباع کرے اس لئے کہ خدا تعالیٰ کا کلام سب سے زیادہ کامل ہے کیونکہ حالات کا سب سے زیادہ علم اسی کو ہے۔ پھر وہ با اختیار مالک ہے اور تمام اشیاء میں خود مؤثر ہے۔ کوئی کیفیت اس پر غالب نہیں اس لئے جو حکم اس کی طرف سے صادر ہوگا وہ کامل ہوگا۔ نہ اس کے احکام بہت سخت ہو سکتے ہیں کیونکہ اس پر صفتِ غضب غالب نہیں، نہ بہت نرم ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ صفت رحمت سے مغلوب نہیں بلکہ وہ با اختیار خود قہار ہے اور با اختیار خود رحیم و کریم ہے کسی صفت میں مجبور یا غالب نہیں۔

پس معلوم ہوا کہ جو کلام الٰہی ہے اس کے تمام احکام افراط و تفریط سے پاک ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت کا پابند ہونا ہر بشر پر لازم ہے کیونکہ وہ احکام سب کی مصلحتوں کو جامع ہیں۔

خدا تعالیٰ نے انسان کو عقل بھی دی ہے اور فطرت بھی۔ اس لئے اگر دونوں کے مقتضیٰ میں تزاحم ہو تو اس وقت اس کو شریعت کی تعلیم پر عمل کرنا چاہیئے۔ غرض شریعت میں ہر چیز کا اعتدال مقصود ہے اور اعمال اخلاق کی شاخیں ہیں یعنی اعمال اخلاق سے پیدا ہوتے ہیں۔ اصل میں تین قوتیں ہیں جن سے اخلاق پیدا ہوتے ہیں؛ قوتِ عقلیہ، قوتِ شہویہ اور قوتِ غضبیہ۔ حاصل یہ ہے کہ منافع کے حصول اور نقصان کے دور کرنے کے لئے (خواہ وہ دنیوی ہوں یا اخرویہ) دو چیزوں کی ضرورت ہے ایک تو عقل اور دوسری قوت شہویہ۔ الحاصل شریعت نے ہم کو ایسی تعلیم دی ہے جس میں تمام مصلحتوں اور مضرتوں کی رعایت ہے ہمیں صرف اس چیز کی ضرورت ہے کہ شریعت کی تعلیم حاصل کریں۔ پھر ہمیں تہذیب و تمدن میں کسی قوم کی تقلید کی ضرورت نہیں ہے حضورؐ نے ہماری سب مصلحتوں اور مضرتوں کی رعایت فرما کر ہمیں ایسی جامع و مانع تعلیم دی ہے جس میں مضرت کا نام و نشان نہیں بلکہ راحت ہی راحت ہے۔ پس اگر مسلمان شریعت کی تعلیم پر کما حقہٗ چلیں تو ہمہ تن راحت میں رہیں۔ روحانی راحت بھی جسمانی راحت بھی حاصل ہو۔

## طریق کار

دین کے تین حصے ہیں عقیدے، عبادتیں، معاملات، خصلتیں اور رہنے سہنے کے طریقے سب کی اصلاح کریں اور جو معلوم نہ ہو پوچھتے رہیں، جو کام کریں پہلے شریعت سے تحقیق کر لیں مگر تحقیق ایسوں سے کریں جو سچی بات بتاتے ہیں۔ جاہلوں سے مت پوچھیں ورنہ اپنے ساتھ وہ تمہیں بھی گمراہ کریں گے۔

ایمانِ کامل اور تقویٰ کامل کا حاصل کرنا فرض ٹھہرا اور وہ اصلاحِ باطن پر موقوف ہے۔ سو اصلاحِ باطن بھی فرض ہوئی۔

شریعت کے اندر جن اعمال کے کرنے اور جن کے نہ کرنے کا حکم ہے، وہ دو قسم کے ہیں۔ بعض کا تعلق ظاہری بدن یا ظاہری چیزوں سے ہے۔ جیسے کلمہ پڑھنا، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، ماں باپ کی خدمت۔ ان کو "مامورات" کہتے ہیں اور کلمات کفر کہنا، شرک کے افعال کرنا۔ زنا، چوری، سود خوری، رشوت وغیرہ، ان کو "مناہی" کہتے ہیں۔

بعض اعمال ایسے ہیں جن کا تعلق باطن سے ہے جیسے — ایمان و تصدیق، عقاید حقہ، صبر و شکر، توکل، رضا بالقضا، تفویض و اخلاص، محبت خدا اور رسول وغیرہ۔ ان کو مامورات و فضائل کہتے ہیں۔ اور عقاید باطلہ بے صبری، ناشکری، ریا، تکبر، عجب وغیرہ۔ یہ مناہی و رذائل ہیں جن سے ہمیں شریعت نے منع کیا ہے۔ جس طرح اعمال ظاہرہ حکم خداوندی ہیں اسی طرح اعمال باطنہ بھی حکم خداوندی ہیں۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو ظاہری اعمال بھی باطن کی اصلاح کے لئے ہیں۔ ایمان و ایقان جن پر سارے اعمال کی مقبولیت کا دارومدار ہے قلب ہی کا فعل ہے اور ظاہر ہے کہ جتنے اعمال ہیں، سب ایمان ہی کی تکمیل کے لئے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ اصل مقصود دل کی اصلاح ہے — دل بمنزلہ بادشاہ کے ہے اور اعضاء اس کے لشکر اور غلام ہیں۔ اگر بادشاہ درست ہو جائے تو رعایا خود بخود اس کی مطابقت کرنے لگے۔

"بے شک آدمی کے بدن میں ایک
گوشت کا لوتھڑا ہے۔ جب وہ درست
ہو جاتا ہے تو تمام بدن درست
ہو جاتا ہے۔ جب وہ بگڑ جاتا ہے
تو تمام بدن تباہ ہو جاتا ہے۔ سن
لو۔ وہ دل ہے" (حدیث)

یہ امور رات دن ہمارے سامنے ہیں کہ جس چیز کا دھیان دل میں سما جاتا ہے، سارے اعضاء اس کی دھن میں لگ جاتے ہیں۔ کان اس کو سنتے ہیں، آنکھ اس کو دیکھتی ہیں ہاتھ اس کو پکڑنے اور پاؤں اس کی جانب چلنے کو چاہتا ہے۔ خواہ وہ شے بری ہو یا بھلی مگر دل کا خیال اپنے اعضاء کو اس کے کرنے پر مجبور کر دیتا ہے اس لئے اصلاح قلب ضروری ہے۔

* * *

# پردہ کی ضرورت و اہمیت

غلام رسول ڈیرہ غازیخان

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرکے اسے حسب حال صلاحیتیں بھی بخشی ہیں۔ بحیثیت انسان عورت اور مرد ایک ہی نوع سے تعلق رکھتے ہیں۔ دونوں کے لئے احکامات بھی جدا جدا ہیں۔ مرد کو سخت جان (یعنی قوام) بنایا کہ وہ روزی کمانے اور دنیا کا کاروبار سنبھالنے کا کام کرے اور عورت کو صنف نازک بنا کر اس میں لطیف کام کرنے کی صلاحیت رکھ دی۔ غرض ہر ایک کا دائرہ کار جدا ہے۔ صلاحیتیں الگ الگ ہیں اور قویٰ بھی الگ الگ جس طرح ظاہری بناوٹ میں فرق ہے، اسی طرح ان کی فطرت اور صفات میں بھی فرق ہے۔ چونکہ عورت کمزور ہے اس لئے اس کی حفاظت مرد کے ذمے لگا دی اور خود عورت کو پردہ کا حکم دے کر اس کے لئے خود حفاظت کا سامان مہیا کر دیا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا حکم پردہ کے متعلق ان الفاظ میں آیا ہے:

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر! اپنی بیویوں، لڑکیوں اور مسلمان عورتوں کو کہہ دے کہ وہ پردہ کی غرض سے اپنے اوپر چادریں لٹکا دیں تاکہ وہ پہچانی جائیں کہ وہ شریف مسلمان عورتیں ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ بدکردار لوگوں کی ایذا سے محفوظ رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے) یعنی یہ حکم اس نے محض اپنی بخشش اور رحمت کے تقاضا سے دیا ہے تاکہ عورتیں امن و عافیت کی زندگی بسر کرکے اپنے دائرہ کار میں ترقی کر سکیں۔ یہ حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے عورت کی ذات پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ وہی اس کی فطرت کو جانتا ہے کہ وہ دنیا میں کس طریق پر کارآمد اور صالح زندگی گزار سکے گی۔ پھر پردہ کی حکمت کو ان الفاظ سے ظاہر فرمایا کہ بُرا آدمی جس کے دل میں بدی کا مرض ہے وہ طمع نہ کرے کیونکہ جو بدارادہ ہوگا وہ طمع کرکے عورت پر بدنظری سے ایک قسم کا حملہ کرنے لگا اور یہی بدنظر ایذا دہی ہے۔ چونکہ عالم نسواں عالم رجال سے کمزور واقع ہوا ہے اس لئے جب ایک مرد کی ایک عورت سے جنگ ہو تو عموماً مرد ہی غالب آیا کرتا ہے پس کمزور جنس کو بدارادہ آدمی کی ایذا سے بچنے کے لئے پردہ کا حکم دیا ہے تاکہ مفسد آدمی نہ اسے دیکھے نہ ایذا پہنچائے۔ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک جاندار کو خود حفاظتی سامان بخشا ہے۔ عورت چونکہ کمزور ہے اس لئے اسے پردے کا حکم دیا تاکہ وہ بدفطرت آدمی کی ایذا سے بچ سکے جس طرح شاہی خزانہ باوجود چوکی اور پہرہ کے مقفل رہتا ہے، اسی طرح قانونی حفاظت کے ہوتے ہوئے عورت کے لئے لازمی ہے کہ وہ شرعی پردہ کرے پس پردہ عورت کی ذات پر ظلم نہیں بلکہ احسان ہے جو خالق کائنات نے اس پر کیا ہے۔ اگر وہ اس احسان کی قدر نہیں کرتی تو یہ اس کے فہم کا قصور اور ناشکرا پن ہے۔

دوسرا حکم جو اس سلسلہ میں ہے وہ یہ ہے عورتیں غض بصر کریں۔ یعنی ملاقات کے وقت نظریں نیچی رکھیں خواہ چادر ہو یا برقعہ ہو تاکہ غیر محرم پر نظر نہ پڑے۔ صرف یہی خیال نہ ہو کہ ہمارا تو برقعہ ہے لوگ نہیں دیکھتے بے شک لوگ نہیں دیکھتے مگر خدا تو دیکھتا ہے تمہاری نظریں نامحرم پر پڑتی ہیں۔ پردہ اس لئے نہیں ہے کہ غیر نہ دیکھیں بلکہ اس لئے بھی ہے کہ غیر کو نہ دیکھو۔ ایک دفعہ ایک نابینا صحابی حضورؐ کے گھر آیا۔ آپؐ نے فرمایا عائشہؓ پردہ کرو، پردہ کرو۔ کہنے لگیں حضور! یہ تو نابینا ہے۔ فرمایا یہ نابینا ہے تم تو نابینا نہیں ہو۔ تم تو دیکھ سکتی ہو۔ پس پردے کے ساتھ غض بصر ضروری ہے ورنہ پردہ کا مطلب فوت ہو جاتا ہے۔ ایک اور حکم اس ضمن میں یہ دیا کہ عورتیں اپنی زینت نامحرم پر ظاہر نہ کریں یعنی جب باہر نکلیں تو پردے کے ساتھ زینت کا سامان نہ ہو یعنی خوشبو لگا کر نہ چلیں اور نہ آواز دینے والے زیور ہوں۔ نہ مزین جوتا ہو اور نہ مزین برقعہ۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ مفسد آدمی نہ تو پہچان سکے اور نہ اس کے دل میں بدی کا خیال پیدا ہو۔ پس اس کریم ذات کا کتنا بڑا احسان ہے کہ حکم کے ساتھ اس کی افادیت بھی ظاہر کر دی۔

بعض طبقہ کی طرف سے اس کی تشریح یوں بھی کی جاتی ہے کہ عورت اپنے جسم کا وہ حصہ چھپائے جو زینت والا ہو۔ اس حصہ میں وہ لوگ چہرے کو شامل نہیں کرتے مگر جاننا چاہیئے کہ ایسی تشریح محض دھوکا اور فریب سے کم نہیں حسن کا اصل مقام تو چہرہ ہے۔ انسان جسے جمالیاتی ذوق دیا گیا ہے چہرہ ہی سے کسی کے حسن کا علم حاصل کرتا ہے اور اس سے رغبت کرتا ہے۔ اگر چہرہ شامل نہیں تو پردے کا حکم عبث ہے اور بے مقصد ہے۔ جو چیز وجہ فساد ہے اسے تو چھوڑ دیا جاتا ہے تو پھر فساد کو کیسے روکا جا سکتا ہے۔ یہ توجیہہ نفس اور شیطان کی طرف سے دھوکا کے طور پر ہے "اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" کا مطلب تو یہ ہے کہ جو زینت خود بخود بلا کسی قصد کے ظاہر ہو معاف ہے لیکن حیلے سے ارادتاً زینت کا ظاہر کرنا منع ہے۔ پہلی نظر جو نامحرم پر خود بخود بلا ارادہ پڑے معاف ہے مگر ارادتاً دوسری نظر منع ہے۔

آیئے اب ہم جائزہ لیں کہ اس قرآنی حکم کی جو سراسر احسان اور رحمت کے طور پر ہے کس طرح تعمیل کی جاتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ پردے کا مطلب تو ستر پوشی ہے مگر آج کل جو برقعہ استعمال کیا جاتا ہے وہ بذات خود زینت ہے۔ بھڑکیلا اور چمکدار کپڑا کشیدہ کاری سے مزین اور اس کی چست وضع اور تراش اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ ستر پوشی کے لئے کم اور زینت کے لئے زیادہ ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ عورت فطرتاً زینت کو زیادہ پسند کرتی ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ زینت کا ظاہر بازاروں اور نامحرم لوگوں کے سامنے کرے اور اپنے آپ کو بدارادہ اور مفسد لوگوں کی نظروں کا مرکز بنا لے۔ دین کی رُو سے عورت کی توجہ کا مرکز تو اس کا خاوند ہے لہٰذا اس کی زینت بھی اس کے لئے وقف ہو لیکن اس امر سے کسی کو انکار نہیں کہ مغربی تہذیب کے اثر سے ہمارے ملک میں بے پردگی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ عورت اپنی فطرت سے بغاوت کر رہی ہے۔ وہ گھریلو زندگی کے بجائے شمع محفل بننا زیادہ پسند کرنے لگی ہے۔ اور مرد اسے مساوی حقوق دینے کا جھانسہ دے کر ہنگامہ پرور زندگی میں گھسیٹ لایا ہے۔

## دینِ اسلام

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ۟ وَمَا اخْتَلَفَ
الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ
الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَھُمْ ۭ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ
(۳ : ۱۹)

**ترجمہ** بے شک دین اللہ کے ہاں اسلام ہی ہے۔ اور جنہیں کتاب دی گئی تھی اُنہوں نے صحیح علم ہونے کے بعد آپس کی ضد کے باعث اختلاف کیا، اور جو شخص اللہ کے حکموں کا اِنکار کرے تو اللہ جلد ہی حساب لینے والا ہے ◆

تنقید و تبصرہ

# مطبوعاتِ جدیدہ

تعارف و تبصرہ کیلئے مطبوعات کی دو جلدیں دفتر میں ارسال کرنا ضروری ہیں۔ (ادارہ)

(جناب آزاد شیرازی)

## مفتی محمود کا دورِ حکومت

مصنف: اشفاق ہاشمی
ضخامت: ۸۰ صفحات
قیمت: دو روپے پچیس پیسے
ناشر: ہاشمی پبلی کیشنز۔ شام نگر۔ لاہور

شیخ الحدیث مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ نے مئی ۱۹۷۲ء میں مغربی پاکستان کے صوبہ سرحد کی وزارتِ اعلیٰ کا منصب سنبھالا۔ یہ صوبائی حکومت نہایت محدود اختیارات کی حامل تھی لیکن ۱۵ فروری ۷۳ء تک ساڑھے نو مہینے کی مختصر مدت میں مفتی صاحب نے اپنے منصب کی ذمہ داریوں کو جس حسن و خوبی سے سرانجام دیا وہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ علمائے کرام صرف وعظ خطبہ اور دین کی تبلیغ ہی کے فرائض سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیتیں نہیں رکھتے بلکہ اقتدار کی کرسی پر بیٹھ کر اسلامی شریعت کے عملی نفاذ کی تدبیروں کو بھی بروئے کار لا سکتے ہیں۔ اور مغرب زدہ ذہنوں کا یہ پروپیگنڈا سراسر غلط ہے کہ مولوی لوگ کسی حکومت کا نظم و نسق چلانے کی صلاحیتوں سے عاری ہیں۔

سچ تو یہ ہے کہ اگر مفتی صاحب کو سرحد میں حقیقی صوبائی خودمختاری حاصل ہوتی تو آج تک صوبہ سرحد پاکستان کے دوسرے صوبوں کے لیے ایک مثالی اسلامی صوبہ کی حیثیت میں قابلِ تقلید مثال ہوتا۔ بلکہ صحیح معنوں میں پاکستان ہوتا۔ وہ پاکستان جس کا مطلب تھا۔ لا الٰہ الا اللہ۔

حقیقت یہ ہے کہ مفتی صاحب کی اسلامی اور انقلابی اصلاحات، ان کے عدل و انصاف اور ان کے حسنِ تدبّر سے ان کے رقیبانِ سیاست حسد کی آگ میں جلنے لگے۔ مفتی صاحب کے خلاف غلط سلط پروپیگنڈا مہم جاری کی گئی جو کسی نہ کسی صورت میں آج تک جاری ہے بلکہ آج کل تو مفتی صاحب اس شعر کے مصداق ہیں کہ ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہرچہ کرد آں آشنا کرد

جناب اشفاق ہاشمی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے مفتی صاحب کے ساڑھے نو مہینے کی حکومت کے دوران کی گئی اسلامی انقلابی اصلاحات کا مختصر جائزہ اس کتاب میں پیش کیا ہے۔ اور اس طرح مفتی صاحب کے خلاف پراپیگنڈا کا جو گرد و غبار پھیلایا گیا تھا۔ اس کتاب کے مطالعہ سے چھٹ جاتا ہے اور مطلع صاف ہو جاتا ہے۔

ہم ہر پڑھے لکھے پاکستانی سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرے۔

## مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی تحریک

مصنف: خان وحید الدین خان
ضخامت: ۸۰ صفحات
قیمت: ایک روپیہ پچھتّر پیسے
ناشر: مکتبہ زکریا شہزادی بلڈنگ عالمگیر مارکیٹ لاہور

کوئی انتہائی بدقسمت انسان ہی ایسا ہوگا جس نے مولانا محمد الیاس علیہ الرحمۃ کی تبلیغی جماعت کو چلتے پھرتے نہ دیکھا ہو۔ ورنہ ہر پڑھا لکھا یا اَن پڑھ اُس کے وجود سے واقف ضرور ہے۔ لیکن اس جماعت کے بارے میں صرف اتنی واقفیت کافی نہیں۔ بلکہ اس کے بارے میں اور اس تحریک کے بانی مولانا محمد الیاسؒ کے بارے میں کچھ اور معلومات حاصل کرنا از بس ضروری ہیں۔ جو انسان اس تحریک اور ربانی تحریک کے بارے میں جتنی زیادہ معلومات حاصل کرتا ہے اتنا ہی اس کے حیرت و استعجاب میں اضافہ اور اس کے ایمان و یقین میں استحکام پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔

خان وحید الدین خان صاحب نے مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی تبلیغی تحریک کے بارے میں نہایت سادہ سلیس اور عام فہم زبان میں معلومات فراہم کی ہیں اور مکتبہ زکریا نے نہایت عمدہ کتابت و طباعت سے آراستہ کر کے اس کی اشاعت کی ہے۔ جس کے لیے مؤلف و ناشر دونوں مبارکباد کے مستحق ہیں۔

احمد حسین کمال
جمعیۃ اکادمی
سی ۱۵۳۔ کورنگی ۶ کراچی ۳۱

یکم اپریل
۱۹۷۴ء

محترم آزاد شیرازی صاحب! سلام و رحمت

ہفت روزہ خدام الدین ۲۲ مارچ ۱۹۷۴ء میں آپ نے میری تازہ کتاب "مولانا ابوالکلام آزاد نے برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش کے بارے میں کیا کہا تھا؟" پر جو گرانقدر تبصرہ فرمایا۔ اس کے لیے نہایت شکرگزار ہوں۔

امید ہے مزاج بخیر ہوں گے۔

والسلام — کمال

## ایک اہم دینی دعوت

مرتب: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
ضخامت: ۴۶ صفحات
قیمت: ایک روپیہ
ناشر: مکتبہ زکریا، شہزادی بلڈنگ عالمگیر مارکیٹ لاہور

دینی حلقوں میں خصوصاً اور علمی، ادبی، صحافتی اور سیاسی حلقوں میں عموماً مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا نام نامی محتاجِ تعارف نہیں۔

موصوف نے تبلیغی جماعت کے بانی مولانا محمد الیاسؒ کی زندگی میں ایک مقالہ ان کی تحریک کے بارے میں سپردِ قلم فرمایا تھا۔

اس مقالہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بانئ تحریک مولانا محمد الیاسؒ ہی کے ارشادات کی تفصیل و تشریح ہے۔ بلکہ مرحوم کے ارشادات اور مکاتیب کے اقتباسات انہی کے الفاظ میں نقل کیے گئے ہیں۔

یہ مقالہ پہلی مرتبہ مولانا محمد منظور نعمانی کے ماہنامہ "الفرقان" لکھنؤ میں شائع ہوا تھا۔ اب مکتبہ زکریا نے نہایت شائستگی اور حسنِ اہتمام کے ساتھ اسے زیورِ طباعت سے آراستہ کیا ہے۔ اور یقیناً بار بار مطالعہ کے لائق ہے۔

## سانحۂ ارتحال

حافظ اقبال احمد صدیقی کے ماموں بزرگوار حافظ عبدالواحد عباسی مختصر علالت کے بعد جمعرات کو انتقال فرما گئے قارئین کرام سے التماس ہے کہ مرحوم کی مغفرت و بلندئ درجات اور لواحقین کے لیے صبرِ جمیل کی دعا

آپ کی قوتِ حافظہ کمزور ہے!
تو آج ہی
دماغی
کی ایک شیشی منگوا لیجیے
قیمت
پندرہ روپے معہ محصولڈاک پیشگی بذریعہ منی آرڈر
شیراز دواخانہ
اندرون شیرانوالہ دروازہ۔ لاہور
(زیرِ نگرانی، استاذ الحکماء حکیم آزاد شیرازی سابق پرنسپل طبیہ کالج)

بچوں کا صفحہ

# بچے کی دعا

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری

دور دنیا کا مرے دم سے اندھیرا ہو جائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اجالا ہو جائے

ہو مرے دم سے یونہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت

زندگی ہو مری پروانے کی صورت یارب
علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یارب!

ہو میرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
درد مندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا

میرے اللہ! برائی سے بچانا مجھ کو
نیک جو راہ ہو اس راہ پہ چلانا مجھ کو

علامہ اقبالؒ

پیارے بچو! علامہ اقبالؒ نے یہ نظم "بچے کی دعا" کے نام سے لکھی تھی۔ یہ دعا پاکستانی بچوں میں بڑی مقبول ہوئی ہے اور سب بچے اسے بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔

آؤ! ہم تمہیں اس دعا کا مطلب بتائیں۔ تاکہ تم اسے اچھی طرح سمجھ لو اور پھر اسے اپنی زندگی کا نصب العین بنا لو۔

اچھا بچہ اپنی تمنا اللہ کی بارگاہ میں دعا کی صورت میں پیش کرتا ہے کہ:-

(۱) اے خدا! میری زندگی شمع کی مانند ہو۔ میری روشنی سے دنیا کے اندھیرے دور ہو جائیں اور میرے چمکنے سے ہر طرف اجالا ہو جائے۔

یہ علم اور حکمت کی روشنی ہے جو قرآن حکیم سے حاصل ہوتی ہے اس کا خاصہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاتی ہے۔

یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (۵ : ۱۶)

مطلب یہ ہے کہ میں قرآن حکیم کا علم اور اس کی حکمت حاصل کروں اور اس کے ذریعے دنیا سے جہالت اور دنیا کے اندھیرے دور کر دوں۔

(۲) اے خدا! میں اپنے وطن کے لیے ایسے ہی زینت کا باعث بنوں جیسے پھول باغ کی زینت ہوتے ہیں یعنی وہ کام کروں کہ میرا ملک میری وجہ سے عزت پائے۔

(۳) اے خدا! میری زندگی پروانے کی صورت ہو اور مجھے علم اور حکمت کی شمع سے محبت ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "علم و حکمت مسلمان کا گمشدہ مال ہے جہاں سے ملے لے لے وہی اس کا زیادہ حقدار ہے" مولانا حالی نے اپنی مسدس میں یوں بیان کیا ہے ؎

حکمت کو اک گم شدہ لال سمجھو
جہاں پاؤ اپنا اسے مال سمجھو

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "علم حاصل کرو اگرچہ چین جانا پڑے"۔

نیز فرمایا۔ کہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔

(۴) اے خدا! مجھے توفیق دے کہ میں غریبوں اور محتاجوں کی مدد کروں، کمزور اور دکھی انسانوں سے محبت کروں اور ان کی خدمت کروں۔

قرآن حکیم کی ساری تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ کی عبادت اور مخلوق خدا کی خدمت کی جائے۔

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اسی میں ہے کہ اس کے بیکس اور بے بس بندوں کی خدمت کی جائے۔

(۵) اے خدا! مجھے برائی سے بچانا اور جو نیک راہ ہے اس راہ پر چلانا۔

برائی سے بچنے اور نیک راہ پر چلنے کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی سے ملتی ہے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

یہ دعا سورۃ فاتحہ کی اس دعا کا خلاصہ ہے کہ:-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

اس ساری دعا کا حاصل یہ ہے کہ:-

(۱) ہم قرآن حکیم کا علم اور اس کی حکمت حاصل کریں اور اس کے ساتھ اپنے نفسوں کو پاک کریں یہ "اصلاح ذات" ہے

(۲) ہم اس علم و حکمت کی روشنی میں ایسا مثالی معاشرہ

---

# جمعیۃ علماء اسلام کا مرکزی کنونشن ۱۷، ۱۸ مئی کو لاہور میں ہوگا

## مولانا عبیداللہ انور کی قیادت میں مجلس استقبالیہ قائم کر دی گئی

## تمام شاخیں کنونشن میں شرکت کی تیاریوں کے ساتھ ساتھ فنڈز کی فراہمی فی الفور شروع کر دیں

جمعیۃ علماء اسلام کا مرکزی کنونشن ۱۷، ۱۸ مئی بروز جمعہ ہفتہ لاہور میں ہوگا۔ جس میں ملک بھر سے جمعیۃ کے کارکن پورے جوش و خروش کے ساتھ شریک ہوں گے۔

اس موقع پر کنونشن کے انتظامات کے لیے ایک مجلس استقبالیہ بھی قائم کی گئی جس کے عہدیدار اور ارکان مندرجہ ذیل ہیں۔

صدر: مولانا عبیداللہ انور
نائب صدر: قاضی محمد سلیم ایڈووکیٹ، مولانا سید حامد میاں، مولانا محمد اجمل۔
جنرل سیکرٹری: جناب عبدالحمید بٹ
سیکرٹری: جناب جانباز مرزا، مولانا حمید الرحمٰن
خازن: مولانا محمد ابراہیم
ناظم نشر و اشاعت: مولانا زاہد الراشدی

### ارکان

مولانا سعید احمد رائے پوری، میاں محمد حنیف، مولانا عبدالرشید انصاری، محترم حاجی ظہیر الدین، جناب محمد اسلوب قریشی، جناب مطلوب علی زیدی، جناب میاں محمد عارف، مرزا حکیم فہیم بیگ، جناب آفتاب احمد، محترم جناب عبدالمالک، جناب چوہدری رشید ریاض احمد، جناب حکیم محمد انور، جناب میاں عبدالرحمٰن، حاجی بشیر احمد صاحب، صوفی محمد جمیل صاحب، حکیم

ان ارکان میں حسب ضرورت اضافہ بھی کر سکتی ہے۔

قائد جمعیۃ نے ملک بھر میں جمعیۃ کی تمام شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ کنونشن میں شرکت کے لیے ابھی سے تیاریاں شروع کر دیں اور روائتی جوش و خروش کے ساتھ کنونشن کے موقع پر عظیم اسلامی قوت کا پرشکوہ مظاہرہ کریں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر
۶۰۴۷

# The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون نمبر
۶۷۵۴۵

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۲۱/۱۶۳۲۱ مورخہ ۲ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۶-۲۲۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۲۰۶۶۷-D.D.9 مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G.M/۴۰-۱۵۲۱۰ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۶۶ء

## بقیہ : بچے کی دعا

پیدا کریں جو ملک و ملت کے لیے عزت اور سربلندی کا باعث ہو۔ یہ "تعمیر معاشرہ" ہے۔

(۳) ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ اس کے بندوں کی خدمت کے لیے بھی کوئی اجتماعی نظام پیدا کریں۔ یہ "خدمت خلق" ہے

(۴) ہم ہر قسم کی برائی سے بچتے رہیں۔ یہ "اخلاقی و روحانی کمال" ہے۔

## بقیہ : صحبت صالحین

کر لیتی ہیں۔ جس طرح کہ رسی جب بٹ جاتی ہے تو اس میں مضبوطی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے حضرت داؤد علیہ السلام کو روحانی دوست کے تلاش کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اور اسی حقیقت کے پیش نظر آپس میں محبت رکھنے والے روحانی بھائیوں کو قیامت کے دن عرش کے سائے کی بشارت دی گئی ہے۔

---

## آیت کریمہ

حسب سابق مورخہ ۲۵ اپریل بروز جمعرات مجلس مجلس ذکر کے موقع پر جامع مسجد شیرانوالہ میں میں آیت کریمہ پڑھی جائے گی۔ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دعا فرمائیں گے۔

## پریشان نہ کیجیے!

مدارس عربیہ کی اپیلوں اور جلسوں کے اعلانات کے لیے "خدام الدین" نے رعایتی شرح اشتہارات ۱۵ روپے فی انچ سنگل کالم مقرر کر رکھی ہے۔ لیکن ادارہ خدام الدین کے لیے یہ صورت حال بہت ہی افسوسناک اور پریشان کن ہے کہ مدارس عربیہ کے مہتممین اور ناظمین کرام ایک طویل مضمون اور پانچ یا دس روپے ارسال کر کے عدم تعمیل کی صورت میں ہمیں دنیا و عقبیٰ کی دھمکیاں دیتے ہیں ایسا نہیں ہونا چاہیے۔

خدام الدین میں شائع شدہ شرح اشتہارات کے مطابق رقم موصول نہ ہونے کی صورت میں کوئی اعلان اپیل یا جلسہ وغیرہ کی خبر کا اشتہار شائع نہیں کیا جائیگا۔ آگاہ رہیں۔

(ادارہ)

---

# بلوچستان

جہاں حق و انصاف کے لئے
قربانیاں پیش کی جا رہی ہیں

جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام

یک روزہ
صوبائی
# تربیتی کنونشن

• بمقام مدرسہ مطلع العلوم بروری روڈ کوئٹہ • مورخہ: ۷ مئی ۱۹۷۴ء بروز منگل

حافظ الحدیث
**حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی**
امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

مفکر اسلام قائد جمعیۃ
**حضرت مولانا مفتی محمود** ایم این اے
ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب

حضرت مولانا سید محمد شاہ امروٹی امیر جمعیۃ علماء اسلام سندھ

حضرت مولانا سید محمد ایوب بنوری امیر جمعیۃ علماء اسلام سرحد

حضرت مولانا محمد ابوبکر — امیر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان

حاجی محمد زمان خان اچکزئی سینیٹر • محمد اسلوب قریشی ناظم

اور دیگر زعماء اس عظیم الشان صوبائی تربیتی کنونشن میں شریک ہوں گے
نیز اسی روز بعد نماز عشاء

## جلسۂ عام سے خطاب فرمائیں گے

شعبہ نشر و اشاعت جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان

عبید اللہ انور پبلشر نے باہتمام فیروز سنز لمیٹڈ چھپوا کر دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا